قطعۂ تاریخ

گلشن آرائے بہار عز و شان		سوز دیوانش چراغ افروز دل
غنچۂ تاریخ آن گل می کند		نغمۂ بلبل زہے با سوز دل ۱۲۹۱
زہے دیوان آن صاحب تجمل	ایضاً	گز و فصل بہاری مے کند گل
کند تحریر ہمچون بلبل سن		سنین آن زمعنی غنچہ و گل ۱۲۹۱ھ

ایضاً در صنعت یعنی در حرف منقوط

زہے دیوان کہ رنگ افروز الفت		بہار جان گداز بہا بیغے
سن تاریخ آن در حرف منقوط		ریاض عشقباز بہا بیغے ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ در صنعت کہ یک مصرع دو تاریخ بحرف نقط و بے نقط دارد

و وچہ دیوان کہ از جان شد پری دیوانہ اش		گوہر معنی دے چون گوہر غلطان بر آب
در حروف مہمل و معجم بیک مصرع و سال		گو ہمہ تحریر و تقریر شکر ریزان بر آب

ایضاً قطعہ تاریخ در صنعت

طرفہ این دیوان آن نامی کلیم		ہمچو او نامی و بے خامی کلام
در صغیر و در وسیط و در کبیر		سال آن موزون بیان نامی کلام ۱۲۹۱

الحمد للہ کہ یہ دیوان لطف میان بہ سرپرستی راے بہادر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع بماہ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ مطبع منشی نول کشور مین طبع ہوا

عدو جلتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں گرم مضمونکو
نظر کیا خاک آئے حاسدوں کو حسن انکا
پئے تاریخ اے تسلیم کچھ دل کو خیال آیا
لکھا مصرع یہ بہر سال میرے کلک رنگین نے

سراپا برق برجستہ ہی جو برجستہ مصرع ہی
عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہی
کہ یہ بھی مقتضائے فکر طبع اہل مطبع ہی
چھپا دیوان با تصویر کا کوئی مرقع ہی ۱۲۹۱

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اس کا ہی شور و فغان
سُنی جس کسی نے کہ اس کی غزل
سن اس کے جو منصور پوچھے کوئی

یہ دیوان ہی یا قصۂ عندلیب
کہا اُس نے ہی کلمۂ عندلیب
تو کہدے یہ ہی نغمۂ عندلیب ۱۲۹۱ھ

ایضاً

آن چمن آرائے دولت نامور
بلبلم در گلشن تاریخ آن

طرفہ دیوانش کہ بستان سخن
نغمہ زن زیبا گلستان سخن ۱۲۹۱ھ

ایضاً

چون تخلص باوقار آمد کہ او
گل وقار از شعر و دیوانش کہ شد

کاروبار او بآئین وقار
سال آن دلجو مضامین وقار ۱۲۹۱

ایضاً

زہے آن صاحب دیوان دولت
سن تاریخ آن منصور گفتا

چہ دیوانش کہ شد موزون بانداز
کہ بہ دیوان پری مضمون بانداز ۱۲۹۱

پے سال تاریخ ہین نے نجات ‏ ‏ لکھا دفتر عشق ہے لاکلام ۱۲۹۱ھ

چکیدۂ خامۂ دُربیز جوہر عطار ضمیر منشی بھگوان دیال صاحب متوسل مطبع اودھ اخبار

عجب بے مثل دیوان وقارست ‏ ‏ کہ نامد در نظر ہرگز مثالش

پے تاریخ ہجری گفت عاقل ‏ ‏ چھاپا مرغوب دل تاریخ سالش ۱۲۹۱ھ

ایضاً

عجب دلچسپ دیوان وقارست ‏ ‏ کہ پیدا ہست زو شان بلاغت

بتاریخ مسیحی گفت عاقل ‏ ‏ بود نظم عجیب و پُر فصاحت ۱۸۷۴ء

ایضاً

خوب شایع گشت دیوان وقار ‏ ‏ گو نیا باغ گل مضمون شگفت

کلک عاقل از پے تاریخ سال ‏ ‏ دلکشا مضمون مکارم نظم گشت ۱۲۹۱ھ

قطعہ تاریخ از فخر شعرائے سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن ‏ ‏ مضامین سحر آفرین ہین رقم

لکھا مصرعہ سال اشرف یہی ‏ ‏ بیان سخندان ابر کرم ۱۲۹۱ھ

از نتائج طبع منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ پرورکا ‏ ‏ کہ جس کا مرتبہ شعری ہے بھی اعلیٰ ہی رفیع ہی

کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھین ‏ ‏ مسجع ہی مقفّٰی ہی مقفّٰی ہی مسجع ہی

فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو ماجرا ہم سے ‏ ‏ جو مطلع ہی وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہی

ایسا پھولا پھلا ہی کہ ایک عالم اس پر شیدا ہی یہ نگار رشک بہار ہین کیون
نہ مرغوب دل ہو جبکہ گلِ جدیدِ لذیذ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران
نازک خیال و زبان آوران با کمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین موزونی طبع و
جودت اس کے معنی ہین کہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا یہ
کلام عکس کمال کا دم ساز ہی طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے
سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جس کو شعر و شاعری کا مذاق ہوگا اور پھر دیوان
وقار کا نہ اشتیاق ہوگا منشی صاحب والا مناقب بلند اقتدار یعنی جناب
منشی **نول کشور** صاحب مالک اودھ اخبار کی سخن سنجی بھی لائق تحسین و
آفرین ہی کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعۂ خوبی کو جیسا یہ عمدہ تھا ویسے ہی
عمدہ اور خوش خط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے نگار معنی کو یک قلم
دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے اس مطبع
کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ نجات خلف منشی رام سروپ صاحب
مالک و مہتمم مطبع دلکشا واقع فتح گڈھ شاگرد حضرت نادر

جو ہین رائے صاحب مکرم مرے — فصیح و سخن گوے و شیرین کلام
رئیس و شریف و امیر کبیر — خردمند و ذیجاہ و عالی مقام
بعون خدائے جلیل اند لون — ہوا اُن کا دیوان چھپ کر تمام

الله الله چہ این سخندان ست	بارک اللہ چہ طرز دیوان ست

کیون نہو آغر کس کے شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے عمق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیوا زبان شاعر لاثانی جناب منشی محمد انور حسین صاحب تسلیم سہسوانی جن کا نام نامی ہندوستان مین شمع انجمن کی طرح ممتاز ہے سخن کو اُن کی ذات سے فروغ اور معنی کو سو طرح کا ناز ہی یہ دیوان جو رئیس نامدار عالی مقدار جناب راے کشن کمار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہی طرفہ بہار سخن کا ثمرہ عجب دلچسپ دلاویز بیان ہی کہ جان سخن ہزار جان سے اُس پر قربان ہی واقعی اس گلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ زمین شعر مین وہ وہ گل کھلاے ہین کہ ہزارون کے رنگ اُڑائے ہین تازہ تازہ مضامین نے غنچۂ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہی چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار گلزار فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہی باوجودیکہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ چشم بد دور کیا طبیعت خداداد پائی ہی کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور سالک طریق سخنوری جانتے ہین اس متانت اور فصاحت کی کس طرح نہ داد دیجیے ہر شعر لطافت بجز یہ کیونکر نہ صاد کیجیے کہ ایک ایک مصرع عروس زیبا ہی ہر شعر شاہد رعنا ہی یہ نوعروسان گلستان سخن ہر رنگ ولباس اور زیبائش اور طرح طرح کی ناز و انداز و کرشمہ و آرائش کے ساتھ عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھاتے ہین اور عاشقان معنی اپنے دلہاے صافی ان کے نذر کر جاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

اور معشوقون کے بھی دیکھے ہین اکثر گیسو
نہین تیرے سے مگر یار معنبر گیسو

ہم سے منظور نہین آپ کو روپوشی گر
کس لیے چھوڑ رکھے ہین فرمایئے رخ پر گیسو

جب بندھا ہی شب فرقت مین تصور انکا
بن گئے میرے ڈرانے کو ہین اژدر گیسو

ہے تری زلف کا سودا مجھے قاتل دم ذبح
یاد آجائین عجب کیا تہ خنجر گیسو

کرکے غسل آپ جھٹکتے تو ہین ایجان جہان
کوئی آسیب نہ پہونچائین کمر پر گیسو

طول مین زلف حسینان سے ہین گر بڑھکے تو ہون
شام ہجران سے ہمارے نہین بڑھکر گیسو

کیجیے شانہ نہین آپ کو گر اتنا دماغ
کہین ہوجائین پریشان نہ سراسر گیسو

رہتا دن بھر ہی تصور رخ روشن کا مجھے
رہتے ہین پیش نظر آپ کے شب بھر گیسو

خبتی ہین وہ وقار انکا نہین ہے سودا
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

خاتمۂ طبع چکیدۂ خامۂ گوہر بار منشی غلام محمد خان تپش سابق اڈیٹر اودھ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا دقار سخن بڑھایا ہے ہر زمین مین گلزار معنی کھلایا ہی نظم

گلشنے رنگ و بوے صد گلزار
گوہر آبروے سبع بحار

چہ کلامے کہ ہست جان سخن
دفتر معنی و بیان سخن

بین کہ ہر بیت خانۂ عشق ست
یا کتاب فسانۂ عشق ست

پیش ہر مصرع ست بے معنی
نالۂ عندلیب زار اعنی

گلشن از رشک شوخی مضمون
مے خورد در دل و جگر صد خون

کہین طول شب ہجران کا کیا حال — درازی پر وہان زلف رسا ہین
نہین ہین چھوٹتے جو خار صحرا — کف پا بھی ہمارے کہربا ہین
چراتا ہے کف رنگین کے بوسے — تری یہ شوخیان دزد حنا ہین

وقار اتنی بھلا یہ گرم جوشی
ذرا سمجھو یہ بت سب بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اُس کے سرا گر گیسو — میرے ماتم مین وہ کھولے رہا اگر گیسو
روز شادی و شب غم ہے ازل سے باہم — ای صنم چاہیے عارض کے برابر گیسو
کوچۂ موج مین لہرانے لگے مار سیاہ — دھوے دریا پہ جو اُس شوخ نے جا کر گیسو
رکھا باہر نہ کبھی خانۂ زنجیر سے پانون — جب سے دیکھے ہین ترے او پری پیکر گیسو
جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پر سنبل — یون ہین اُس عارض رنگین پہ معنبر گیسو
سنبلہ مین ہی مگر آج قمر کی منزل — کون کہتا ہی کہ ہین یار کے منہ پر گیسو
لوگ کہتے ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی — دیکھکر یار تری زلف کے اوپر گیسو
خط رخسار ترا نام خدا مصحف ہی — رتبہ تفسیر کا رکھتے ہین مقرر گیسو
ایک قسمت نہ کی قسام ازل نے دو کی — ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو
دیکھکر یار سمٹنے لگے لٹ دھاری سانپ — ہون دوپٹہ سے جو بکھرے ہوے باہر گیسو

کیا لکھون وصف مین اُس حور کے گیسو کا وقار — سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

مسی مالیدہ لبون مین دندان
شب تاریک ہین اور اختر ہین

کم ہی کیا مانع پرواز قفس
کیون یہ صیادنے کترے پر ہین

آیئے کیجے قیامت برپا
قبر مین چاہیے اک ٹھوکر ہین

پڑ گیا نام خدا عشق بتان
تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین

نہین ہیو جہ ہی سر کو دوران
دشت کے یاد سبھی چکر ہین

نہین ہین چشم خمارین اُنکی
میکشوی کے یہ دو ساغر ہین

یان بھی ہی جوش جنون فصل بہار
نوک مژگان جو ترے نشتر ہین

سر شوریدہ کا ہووے جو علاج
دامن کوہ مین کب پتھر ہین

سرنگون اُن سے نہووین گے وقار
وہ جو سرکش ہین تو ہم خود سر ہین

اسیر دام گیسوے رسا ہین
یہ قسمت گرفتار بلا ہین

زبان رکھتے ہین لیکن بےزبان ہین
جو باتین آپ کی ہین سب بجا ہین

برائی کے بھی قابل کیا بھلا ہین
تبو ہم بھی تو مخلوق خدا ہین

عبث ہی حضرت عیسیٰ کی تدبیر
یہ سب درد محبت لا دوا ہین

لب جان بخش کا ہمکو بھی بوسہ
نہین کیا قابل دار الشفا ہین

گدائے حسن آئین شاہ ہو جائین
ولیکن عاشقون مین بادشا ہین

گدائے حسن ہین گو اے شہ حسن
سپہر حسن کے ہم بھی ہما ہین

ایضاً

برائی آرزوِ دل اگر نہین کوئی	دیا کسی نے نہین مژدہ گرنیا ہی آج
تو کیون چمن نے لکھا بہر سمت از سر جشن	کلام شاعر خوش فکر چھپ گیا ہی آج

تاریخ از نتائج افکار منشی انندروپ صاحب صفا پیشکار جلسۂ جناب رائے برومن کشن صاحب بہادر والد جناب مصنف صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس مراد آباد دام اقبالہ

ہوا ہی طبع دیوان قار ذی ہم حسب سے	لبان شاعران پر مدح اُس کی غائبانہ ہی
سن فصلی لکھا ای کلک صفا یون سر سمت	کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ ہی

تاریخ از نتائج افکار منشی بھم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب

دیوان اول ایسا چھپا ہی کہ چار سو	حد سے زیادہ شہرت نام وقار ہی
ای ضبط سال طبع لکھو یون زروئے طبع	دیکھو یہ انتظام کلام وقار ہی

تاریخ از نتائج افکار منشی ہیتم رائے صاحب شکر پیشکار جناب اے صاحب موصوف

جس سخنور نے زمان طبع دیکھا یہ کہا	ہی عیان طرز کلام پاک سے شان وقار
لکھ سن فصلی زروئے اوج یون ای کلک شکر	اور دیوانون سے ہان بڑھکر ہی دیوان وقار

تمت

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے ہوئین لہذا آخر مین تحریر ہوئین

وہ کھڑے تیغ بکف سر پر ہین	ہم بھی حاضر ہین جھکائے سر ہین

ایضاً

دیوان وقار گشت مطبوع — خوشنود زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ — ہاتف بسرائید بلاغت
برخواند ز روی علم و دانش — نوبر شدہ میوۂ فصاحت
۱۲۸۱ھ

ایضاً

چو دیوان وقار از لطف بیحد — شدہ مطبوع ہر پیر و جوانی
پئے تاریخ با صد شادمانی — ہمی گوید سروش نکتہ دانی
ز روی جنت و پای نعیمش — شگفتہ شد بہار گلستانی

از نتائج افکار منشی شادی لال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان والا چون در آوان نکو — گشت نام آور وقار خوش بیان چار سو
از پے سالش دم فکر از چمن ہاتف بگفت — ہر سخنور میدہد داد کلام او بگو
۱۲۸۱ فصلی

ایضاً

گشت چون با صد لطافت سرد و اخبار طبع — شد ہویدا از کلامش شوکت شان وقار
سالش از روی زرگل ای چمن کردم رقم — سیر کے گرود کسے از سیر دیوان وقار
۱۲۸۱ھ

ایضاً

آن کلامی کان ز بس مطبوع لمابود و ہست — شہرۂ طبعش چو گشتہ در جواب جابجا
بہر سالش از سر اوج ای چمن کردم رقم — ہر غزل فائق ز ہر دیوان نامی دائما
۱۲۸۲ھ

نشد مطبوع باطرز دل آرا — چو دیوان وقار پاک بینی
رقم زد خامۂ منعم سن طبع — کلام شاعر سحر آفرینی
۱۲۹۱ھ

شمع بزم سخندانی محمد امین سوز سہسوانی شاگرد صبا

طبع گردید چو دیوان وقار خوش گو — بروا از دست و لم شاہد گفتار سلیس
سوز ہر گاہ کہ تاریخ تمنا می کرد — طبع فرمود کہ گلدستۂ اشعار نفیس
۱۲۹۱ھ

سخن گوے اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سہسوانی شاگرد ایضاً

نظم وقار پر ہی طرفہ پری کا جوبن — صدقے ہی جس پہ شوخی قربان ہی نزاکت
چھپ کر ہوا جو دیوان گلدستۂ حسینان — لکھا نیاز نے یہ ہی مخزن فصاحت
۱۲۹۱ھ

قطعات تواریخ از نتائج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص بہ غمگین

گشت چون مطبوع طبع جملہ دیوان وقار — شادمان غمگین نمودہ سال طبعش جستجو
ہاتف غیبی بگلبانگ مسرت مژدہ داد — گلشن فیض از سر آب آمدہ تاریخ او
۱۲۹۱ھ

ایضاً

طبع چو دیوان وقار این زمان — گشت خوشی در دل غمگین رسید
سال وے آمد ز لب عندلیب — تازہ گل گلشن دولت دمید
۱۲۹۱ھ

ایضاً

شدہ مطبوع بعد لطف چو دیوان وقار — گشت سیراب ہمہ کشت امید عالم
گفت غمگین ز سر دولت و نازش تاریخ — جا بجا گشت روان چشمۂ دریائے کرم
۶۱۸۷ھ

ایضاً

ملازم سرکار والی رامپور

دھرا ہی رہتا ہی چھاتی پہ وزر کیمیتی ہون
گلے کا کٹھرا ہی میرے وقار کا دیوان
عزیز کیون نہو اُجڑی ہوئی ہی بی آبادی
چھپا ہوا ہی یہ اپنے دیار کا دیوان
دکھاؤن گی اُسے تاریخ آیگا مرے پاس
قسم خدا کی جب آنا وقار کا دیوان

شاعر بزرگ نژاد ستر گ نہاد میر بنیاد علی صاحب بنیاد ملازم سرکار والی رامپور شاگرد جناب صبا مرقومہ بالا

طرفہ پری بہار ہی دیوان وقار کا
ہے جس کے آگے رنگ حسینان اُڑا ہوا
جاے سخن نہین ہی سخن کے مذاق مین
شمشیر بے نیام ہے مضمون کھلا ہوا
مصرع ہر اک نگاہ مین پتلا ہی سحر کا
شعرون مین شوخیون سے ہی جادو بھرا ہوا
نظم چمن بہار ہے بنیاد سال طبع
گویا سخن یہ باغ ہی پھولا پھلا ہوا

از افکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضاً

چو شد طبع با طرز مطبوع و دلکش
کلام وقار سخن گوے قادر
رقم کرد امداد تاریخ سالش
کہ مطبوع دلہاست منظوم نادر

شاعر ہمایون نفکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص رامپوری شاگرد ایضاً

چون کلام وقار نغز بیان
زینت طبع یافت و نیک انجام
گفت فرخ بسال طبع آن
حبذا او دلکش و لطیف کلام

تراوش خامۂ گہر بار برخوردار بنی منعم ریاضی ان ملازم نواب صاحب شاگرد ایضاً

قلق چو از پئے تاریخ سال فکر نمود	سروش گفت نکو آمدہ بہار نسیم

شاعر شیرین زبان رنگین مقال حکیم ضامن علیصاحب جلال لکھنوی ملازم سرکار رامپور

ہمہ الفاظ خوش و جملہ معانی رنگین	چند جلوۂ اشعار ادا خیز وقار
گفت تاریخ بفرمائش تسلیم جلال	گشت مطبوع چہ دیوان لآلی ریز وقار

شاعر عدیم المثال و عدیم النظیر منشی امیر علیصاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفہ حسنی دارد	مشتاق نظارہ ہر سخن ور آمد
نوشت امیر سال حسن طبعش	در قالب طبع مثل جان در آمد

شاعر عطارد نظیر خورشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار رامپور

واہ کیا دیوان زرافشان چھپا ہی اندنون	جسکا ہر مصرع ہلال عید سے ہی ہمکنار
صفحہ صفحہ اس کا ہی رشک خیابان چمن	نظم رنگین دیکھکر پژمردہ ہین پھولون کے ہار
قدوۂ ارباب معنی حضرت تسلیم کا	یون گہرافشان ہوا ہی خامۂ معجز نگار
قطعۂ تاریخ اس نظم دل آرا کا لکھون	ضعف طبع و قلت فرصت گو ہین دونون آشکار
سال ہجری وصف دیوان مین کہی ہین یہ منیر	جائے حسن و عشق بزم نور دیوان وقار ۱۲۹۲ھ

ایضاً

دیوان ہی وقار ہمایون خیال کا	یا موسم بہار نکات جدید ہے
تاریخ اسکی ڈھونڈھی ہاتھ آئی اے منیر	گلدستۂ نفیس کتاب مفید ہے

عاشق معشوق مزاج حضور زبان مرزا یار علیصاحب متخلص جان صاحب جان لکھنوی

لوای فتح عروض ست پیش پیش روان
خزینهٔ گهر آبدار معنایش
ز فرط شوق چو پرسیدمش چه داری نام
ستاده شو ز ادب نام نامیش بنسیت
بخلق نام گرامیش رای کشن کمار
چه قسمتش که مقدر باد و قسم بخورد
چه لائقی که لیاقت چو مهر و مه روشن
پی سخاوت او حاضر اند از هر سو
مقرر از پی آنهاست شهرت دینار
ذکاوت ذهنش رانمی کند ادراک
اگرچه لا یتجزاست هر جزی الکن
همیشه رستم زال از حضور یش چون طفل
بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید
نمود جمع همه منشی نول کشور
حقیقت اینکه خدا یش ز خوبی اقبال
شدند آن گل معروف شکل گلدسته
نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان

همه صنائع و اوزان بزم از مست زیم
چو موج موج شمارد کسی نه در یتیم
بگفت زود زبان شو بگو تر و تسنیم
ز گوش دل بشنو می کنم ترا تعلیم
بخلق نیست نظیرش کسی و نیست سهیم
نمود رازق مطلق برای رزق قسیم
چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم
ز بحر گوهر و لعل از جبال و از کان سیم
ز در د مفلسی هیچ پیشش اگر رو ند سقیم
اگر بذهن رسا پیش او روند فهیم
ز عقل جو هر هر جزء ورا کند تقسیم
تمام زور جوانیش هیچ گاو و شمیم
بگفت خوب غز لها که مثل او ست عدیم
ز رسم و راه که دارند از خلوص قدیم
عطا نمود چنین از خلوص وست صمیم
بخواست تا برسد در جهان نسیم و شمیم
که تا رسد بجهان زین کلام فیض عمیم

ایضاً

صاحب جود و سخا و ذی حشم والاتبار
با کلامش فخر شعر و شاعری را افتخار

بست لبسته هر مضامین پیش پا استاده اش
بحر مواج طبیعت راست مضمون آبدار

هر که شد مفروق از خلقش همان مقرون شد
ذات او خُلق مجسّم از تکبر ضد و عار

هست از فضل خدا حلم و حیا عدل و سخا
جای اربع عنصرش اخلاط او زین هر چهار

آنچنان امیدهای خلق بر آمد که نیست
گر درین عهدش بجوئی در جهان امیدوار

جمله اهل جود موزون تند او موزون به
گر بسنجد پیش او کم وزن باشد هیچکار

شش جهات چار سو از بذل او خشنود شدند
هٰذا والاسمه کالشمس فی نصف النهار

گر همی خواهی که از آتش شوی تو فیضیاب
اظهر و ابین شده در خلق با کشن کمار

هست میل خاطرش چون بهر کسب کمال
شد توجه شاعری را هم نماید افتخار

گفت آن نظمی که اقلیم سخن را داد داد
سفت آن گوهر که شد در مضامین شاهوار

حکمران طبعش الٰهی باد در ملک سخن
از وقارش هست جمله شاعران را افتخار

از سر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلق
ناگه آمد این ندا شد خوب دیوان وقار

۱۲۹۱ھ

ایضاً

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم
سمتر از پی شاه سخن شده اقلیم

چه ملک مملکتے کاندران مطیع الامر
ستاده فوج مضامین جوق جوق ضخیم

همان بملک سخن آنکه کامران بودند
به پیش او بنهادند افسر و دیهیم

دے رہی ہین قمریان ہر سو نقسونکی صدا
کیون حسینان چمن کھلائے ہین جوبن کا رنگ
تک رہی ہی کیون یہ دیکھہ چشم حسرت سے کھڑی
کیا سبب صحن چمن مین آج گل چھرّے اُڑے
جو کھلے ہین گل وہ رشک عارض جانانہ ہین
سن لیے ہین اُس نے کس عاشق کے مضمون فراق
اندنون باعث ہے کیا جو دختر رز کے لیے
کیون گل خورشید نے اپنی دکھائی ہی چمک
بلبلین بولین نہین معلوم تجکو کیا سبب
مطبع ایسا ہووے دیوان ایسا ایسے مہتمم
اب بھلا ذکر سخاوت اُس کا مجھ سے ہو سکے
اندنون اُدو وہش کی پاس اُس کے کچھ گنتی نہین
اُس کف دست کرم کو گر کہون دریاے فیض
یا الٰہی تا کہ ہین قائم زمین و آسمان
تا کہ ہے عشق گل و بلبل نظیر عاشقی
وہ جوان بخت اور جوان دولت مون زیر چرخ
از دل خود عندلیب بوستان گفت این سخن

سرو یکپا ہین کھڑے مثل عصاے چوبدار
کیون گل مہتاب کو ہی چاندنی سے انکسار
دیدۂ نرگس کو تبلاؤ ہی کس کا انتظار
اشرفی کیون کر رہی ہی زر کو اپنے یون نثار
عقدہاے سنبل پیچان ہی زلف تابدار
کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہے داغدار
تاک مین مستانے ہین نرگس سے لیتے ہین اُدھار
مہر ہی جس سے لب بام اس قدر کیون شرمسار
چھپ رہا ہی مطبع عالی مین دیوان وقار
زین موالید ثلاثہ ربع مسکون را قرار
حاتم طائی کو جس کے نام سے ہی افتخار
دے رہا ہی سائلون کو زائد از حد شمار
پانچ اُنگلی اسکی ہی بحر کرم کی پانچ دھار
سبعہ سیارہ سے ہی تا نظم دنیا کا مدار
دامن گل سے ہین لپٹے تا کہ اس گلشن مین خار
بار سر نخل قد اعدا پہ ہووے اُسکے بار
اے قلق تاریخ این دیوان بگو باغ بہار
۱۲۹۱ھ

زہے نظم پُر معنی و دلکشا — ہر اک شعر واللہ ہے دلربا
قلم نے کہا کیا لکھوں اس کا سال — تو کی فکر بس مین نے بے انتہا
لکھا دو عدد کر کے احمد نے کم — قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما

نتیجۂ طبع معنی زا و کرشمۂ فکر آسمان پیمای سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کلو عرش مرحوم

گرد چون تصنیف این دیوان ز تائید اله — شاعر معجز بیان و مردم عالی وقار
چشم گردون با وجود این چشمۂ شمس و قمر — مثل او انسان ندید از نوع انسان زینہار
خانۂ امید ہر اہل مراد آباد از دست — ورنہ بودی مسکن بوم و کلاغان آن دیار
از عطای دست دریا بار آن ابر کرم — روح حاتم در عدم محجوب ہر لیل و نہار
رفعت طبعش بعالم ہر کہ بشنید این بگفت — سرزمین شعر را ہم آسمان شد آشکار
بر عروج فکر او شل شہپر عنقای طوس — نظم خسرو کی بیابد پیش نظمش اقتدار
از صفای بندش مضمون آن دریای حسن — غرق شد در آب خود از رشک دُر شاہوار
جوہر شمشیر معنی بود گوہر مطلعش — مقطع او بہر قطع نسل بد بین ذوالفقار
وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من — گفت ہاتف بے تکلف دفتر فکر وقار ۱۲۹۱

قطعات تاریخ از نتائج افکار شاعر بیمثال سخنور با کمال فنی مستعد حد خلق و اتحاد حکیم عبد العلی صاحب متوطن قدیم بلدہ لکھنؤ حال وارد قصبہ سرسی ضلع مراد آباد متخلص قلق

کس کی آمد کی خبر ہے اندنون باد بہار — کر رہی ہے دامن صحرا کو جو رشک تتار
گل کھلے گا کونسا جو عندلیبان چمن — نغمہ سنجی کر رہی ہین شاخ گل پر صد ہزار

چو این نسخۂ دلکش و جان فزا
کہ در حسن و خوبی ندارد نظیر

در ایام مسعود شد منطبع
بافضال و الطاف رب قدیر

دم فکر تاریخ یکبار گی
چنان خواند ہاتف بگوش ضمیر

اگر ہست منظور سال فرنگ
بگو طبع دیوان خاطر پذیر

رنجیدۂ قلم اعجاز رقم در شاعران نامور خیال مقدمۃ الجیش منشی فدا علی صاحب عیش

ہو گیا مطبوع دیوان وقار نکتہ دان
حضرت تسلیم سے ہے مشورہ اُن کو سدا

مجمع میں بے بہتان لکھی تاریخ عیش
ذی وقار و واجب التسلیم دیوان چھپ چکا ۱۲۹۱

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی

چو شد طبع دیوان بفضل خدا
کہ ہر مصرع اوست رشک بہار

رقم زد سن طبع کلک حکیم
کہ زیب چمن ہست نظم وقار

تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین متخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار
ہر اک شعر ہے گوہر شاہوار

لئے سال ہجری جو کی جاہ فکر
کہا دل نے ہے خوش بیان وقار

مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ

خوشا فکر فرمائے عالی تبار
تخلص ہے جن کا جہان میں وقار

کہ عاشق سر زم سے کر کے کم
ہے دیوان لکھا فصاحت شعار

احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش بلازم مطبع

خوش خیالی و شیرین مقالی مولوی عبد المجید صاحب مجید تخلص لکھنوی

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید	کہیں جس کو یہ ہے ہزارون مین ایک
ہوا نیک تاریخ جو منطبع	لکھی ہم نے تاریخ تاریخ نیک

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ صاحب امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع	ہر لفظ پہ قربان ہوئے گوہر مکنون
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر	امجد لکھو تاریخ زہے شوخی مضمون

خوشگوئی میرزا حسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی

من نیم ہرگز طرفدار وقار	من نیم ہرگز طرفدار سخن
ہان بگوش ہوش من این حرف خواند	واقف و دانای اسرار سخن
جان معنی ہست در صورت وقار	طبع پاک اوست سرکار سخن
از دمش پر نور بزم نظم شد	این قدر دانم ز انوار سخن
حرف حرفش روح جسم شاعری	لفظ لفظش نور ابصار سخن
در جمل تعریف اشعارش رضا	خوش رقم زد دادا شعار سخن

ریختۂ خامۂ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سہسوانی

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار	طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده
خامه در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز	گفت مطبوع جہان این نسخۂ زیبا شده

گلریزی قلم منشی منظور احمد صاحب منظور تخلص منظور سہسوانی

ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم | عدو کو ہے جادو سے نوک ار نظم
چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کی | کہا دل نے گفتار شیرین چھپی ۱۲۹۱ھ

ریختۂ قلم گہر ریز مولوی سید ہادی علی صاحب ہادی تخلص ہمشیرزادہ تسلیم موصوف

فضل خدا سے طبع ہوا اس مہینے میں | دیوان بے نظیر جناب وقار کا
ہادی نے سال طبع لکھا دو طرق پر | شوخی طبع طرفہ و مضمون دلکشا ۱۲۹۱ھ ۱۲۹۱ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر | ہر اک شعر ہے غیرت لالہ زار
جو ہو فکر تاریخ تدوین و طبع | لکھو کار دان شگفتہ بہار ۱۲۹۱ھ

خوبی ذہن رسا چودھری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانی

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع | دیوان اولین جناب وقار کا
ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے | نادر لکھو شتاب کہ شیرین سخن چھپا ۱۲۹۱ھ

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چہ گویم بوصف این دیوان | ہان مگر این قدر کہ خوب و نکو
بہر تاریخ طبع آن امداد | ہست گلدستۂ وقار بگو ۱۲۹۱ھ

خوش فکری چودھری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانی

بزدان وہی ہے یہ دیوان رنگین | کہ ہر لفظ سے جس کے شوخی ہے ظاہر
سن طبع کی فکر تھی مجکو مضطر | کہا دل نے یکبار منظوم نادر ۱۲۹۱ھ

ہے ہر اک لفظ کی نئی بندش ۔ ہے ہر اک شعر مین نیا مضمون
ہر ورق ہے اکھاڑا اندر کا ۔ ہین پری وار دلربا مضمون
اللہ اللہ وہ طبع کی شوخی ۔ اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون
عقل حیران ہے لکھون کیا وصف ۔ ایک سے ویس ہے دوسرا مضمون
جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے ۔ ہے مگر قدرت خدا مضمون
فاخر آیا جو ذکر سال طبع ۔ لکھا خامہ نے دلکشا مضمون ۱۲۹۱ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صبا تخلص ادر تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین ۔ طلسم معنی ہے سحر آگین سخن مین ہے سامری کا
یہ رنگ ہے شوخیونکا چمکا کہ مہ جبینونکو رشک آیا ۔ جو دیکھو دیوان تو ہو یہ پیدا کہ جلوہ ہے مہر خاوری کا
غضب ہے بندش ستم ہے مضمون کوئی اعجاز ہے کہ افسون ۔ چھپا ہے کس کا کلام موزون کہ جس سے مطلع ہے مہ پری کا
جو سال تاریخ کے ہو مائل تو یہ کہین شاعران کامل ۔ ہے سحر مضمون بیان ہے باطل چلن دوہی سامری کا

ایضاً

سر سال تدوین دیوان صبا ۔ ہوا کی طرح دل مین میرے بھرا
کہا مین نے عمدہ نئی ہین غزل ۱۲۹۱ھ ۔ عجب شوخی فکر ہے بے بدل ۱۲۹۱ھ
جو مضمون ہے ہے لطافت نثار ۱۲۹۱ھ ۔ زبان کی ہے نرمی طلاقت نثار ۱۲۹۱ھ
ریاحین الفاظ عالم فریب ۱۲۹۱ھ ۔ کلام دلآویز خاطر شکیب ۱۲۹۱ھ
بہ یزدان ہے اعلا غزل کی زمین ۱۲۹۱ھ ۔ پری ہین مضامین واہ آفرین ۱۲۹۱ھ
لکھین ہم وسلے خوب اشعار ہین ۱۲۹۱ھ ۔ سخن سنج عالم طلبگار ہین ۱۲۹۱ھ

ہجر میں جس کے تڑپتے تھے پڑے خاک پہ ہم | پھر گلگشت ادھر آیا جو وہ رشک چمن
لوٹتا دیکھ کے ہمجنس سے بولا اکثر | کہ یہ کس ماہ لقا کا ہے کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق میں اک گل کے ہے دل زار و نزار | سو آہ زباں پہ لب پہ نالے ہیں ہزار
ہے ہجر جو آج وصل بھی کل ہوگا وقار | ہے متصل فصل خزاں جوش بہار

تتمہ

قطعہ تاریخ طبع سابق دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ای خدا طبع دیوان اول | نہ گرد اس کے ہو گرد آسیب نفرین
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھ سے | کہا لکھ کر ہے یہ کلام نخستین

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی استاد مصنف

چو از فضل خدا شد طبع دیوان وقار من | زنیک سی صد و قارم گشت ای تسلیم در عالم
زجا بر بود طبعم را خیال سال طبع او | بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذم

چکیدہ خامہ گہربار منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص برادر عم زاد تسلیم سہسوانی

چھپا ہے وہ دیوان رشک چمن | کہ جس کا ہر اک شعر ہے لالہ زار
دم فکر تاریخ دل نے کہا | لکھو جلوہ نظم موج بہار ۱۲۹۱

گوہر فشانی خامہ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف

ہے یہ دیوان اس سخنور کا | جس کا مدحت سرا ہوا مضمون

۱۴۵ بقول کسے اُس کی خاطر وقار
صبا بن کے مالن چمن کو چلی ۷

ظاہر میں وہ الگ ہے روٹھے لڑے رہے — فیض خیال سے مرے آگے کھڑے رہے
وہ سوئے شب دوشالہ زرمتن اوڑھ کر — ہم مثل حاشیہ کے کنارے پڑے رہے
پہنی جو اُس نے بالیاں یاقوت سرخ کی — لخت جگر یہاں بھی مژہ پر جڑے رہے
تھا نزع میں جو یار کے آنے کا انتظار — چھو کی طرح دم بھی گلے میں اڑے رہے
بتیا بیان میں ساتھ گر ایمان کی طرح — تو ہم ضرور قبر میں دم بھر گڑے رہے

سچ ہی مثل وقار بڑوں کی بڑی ہی بات
چھوٹوں کے کب جہان میں رتبے بڑے رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا میں نے گل عارض کا اپنے — مجھے للہ دے اک بوسہ خیرات
بگڑ کر منہ بنایا اور بولا — مثل مشہور چھوٹا منہ بڑی بات

قطعہ

دریائے حسن آپ ہیں کیا کہنا آپ کا — گوہر عرق میں غرق ہیں دندان کی آب سے
گرداب ناف ہی تو شکم موجۂ صفا — پستان کی کم نہیں ہے لطافت حباب سے

قطعہ

نکیلی کس کی مژگان کا خلش ہی	کہ دل مین کیل لوہے کی گڑی ہی
بنت افشان جبین ہے دامن ماہ	تری ہر شے انوکھی ہے نئی ہی
خراشین خار کی دیکھین جو تن پر	وہ گل بولا لباس سوزنی ہی

۱۴۳ — وقار اک عمر سے تسلیم دل مین
غم و رنج و قلق کی چھاونی ہے — ۷

خواب مین بھی جانے بہ نذر صورت جو دکھلائے کوئی	شام سے تا صبح پہر کاہے کو چلائے کوئی
ایکدا اسپلونسی کلا پھر ہو رونے مین مرے	زخم کی صورت لہو پھر مجکو رلوائے کوئی
ہی سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار	ہنوز غش یا ہو ہمارہ پریان نہ منہ لگائے کوئی
ہم بھی اپنے نام کے ہین کاٹ کر دینگے سر	کار فرمائی پہ اک دن تو بھلا آئے کوئی
میرے اور اُن کے دلون مین پھندے پر پھندے پڑ رہے ہیں	کب سلجھتی ہی یہ گتھی لاکھ سلجھائے کوئی
گر نہ دکھلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر	غش ہوئے سوختہ کا ہی کو بل کھائے کوئی

۱۴۴ — عشق ہی وہ بد بلا چھوٹے نہ محشر تک وقار
کیا سمجھتا مین نہین مجکو نہ سمجھائے کوئی — ۵

مری خاک اڑ کر وطن کو چلی	کہ باد بہاری چمن کو چلی
کشش قیس کے عشق کی کھل گئی	سواری جو لیلی کی بن کو چلی
صبا نے اڑایا ہے انداز یار	چرائی چھپاتی بدن کو چلی
کمین سے لیے عطر فتنہ کی بو	صبا سیدھی اُس انجمن کو چلی

عکس کا یہ روئے رنگین کے ہی ادنیٰ معجزہ	ہی چراغ دل وہ رشک لالۂ شاداب ہی
وان لب جو آب بازی غیر سے کرتے ہین آب	یان دل حسرت زدہ اور سوختن کا باب ہی
ہی یہ ساتھ اپنے غرور حسن کو کاوش ہنوز	دیدۂ تر کو خیال رفتہ از دل غرقاب ہی

۱۴۱	سیدھی سیدھی وہ مژہ ہین تیر نیت ناوک وقار ابروِ خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے	۹

زلف کس کی ہی کس کو سودا ہی	سر پہ کالی بلا کا سایا ہی
ہی مگر حسن و عشق کا نیرنگ	کوئی نامی ہے کوئی رسوا ہی
جلوۂ رخ ہے چشم حیران مین	عین یہ آئینہ تماشا ہی
عشق آیا ہی بانٹ مین میرے	حسن مین یار تیرا حصا ہی
واقعی اک تجھکو سلا ہے اجل	ہجر جانان مین جان سے جانا ہی

۱۴۲	اُس شکر لب کی صحبت جو ہین وقار آبلہ پاؤن کا تپا سا ہے	۹

تری لو ای صنم دل کو لگی ہی	حرم مین شمع بتخانہ جلی ہی
بڑھے گی جان دم لے کر لبون پر	عدم کے ملک کی منزل کڑی ہی
وہ ہون دل سوختہ بیکس کہ حسرت	مثال شمع تربت پر جلی ہی
تری کاکل ہی طرہ زلف سنبل	گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہی
اُڑائی ہی ہمینون خاک گھر کی	مرے نالون کی جب آندھی اٹھی ہی

یہ سرخی ہی جو اُن کے دست و پا کی — تو پھر معلوم ہی سرسبزی حنا کی
یہان تدبیر پر نازش رہا کی — وہان تقدیر برگشتہ ہنسا کی
سخن گوئی رہی چشم صنم کی — مدک خانہ سے بے پر کی اُڑا کی
تصور مین نکیلی چتونون کے — چھری سی میرے سینے پر چلا کی
رہا قبضے مین ہر اک تیر قامت — کمان اجمیر مین میرے چڑھا کی
ہو الاعز غم ابرو مین ایسا — مین نکلا جس طرف اُنگلی اُٹھا کی
نماز پنجگانہ کو پڑھایا — جو آئی بوریا سے بوریا کی
لب جان بخش کا کافی ہے بوسہ — طلب کس کو یہان آب بقا کی
چھوا ہی زلف مشک آگین کو صاحب — اُلجھتے کیون ہو کیا مین نے خطا کی
بندھے ہین دست و پا اُس رشک گل کے — بنام ایزد بن آئی ہے حنا کی

۱۴۰	وقار اپنا یہان بھی کچھ رہا دل طبیعت جب رُکی اُس بیوفا کی	۹

روے سادہ کی تر دیکھی جو آب و تاب ہی — گھر مین آئینہ کی خجلت سے کمر تک آب ہی
کونسا خورشید رو دیکھا ہی یارب خواب مین — دوپہر دن دُھوپ کا مجکو شب مہتاب ہی
انتظار یار نے عالم نئے دکھلائے ہین — حلقۂ در بھی بعینہ دیدۂ بیخواب ہی
مچھلیان جوہرنین کی آئنہ تالاب حسن — گر یہی مژگان و رخ کی اُنکلے بیتاب ہی
پرتو عارض نے کس مہ رو کے مارا ہی مجھے — چاندنی تربت کی میری چادر مہتاب ہی

توقع آخری دیدار کی تھی	نہ آئے نزع میں صورت دکھانے
نہ مانے گا کبھی بندہ کی وہ بات	خدا کا حکم جو کافر نہ مانے
تڑپتا دل ہے لوٹن کی طرح سے	دکھایا منہ مجھے کس مہ لقا نے
ہوئیں اونچی نہ وہ نیچی نگاہیں	ابھرنے کب دیا اُن کو حیا نے
وہ اب سنتا ہے میرے نالۂ گرم	خوش آئے گل کو بلبل کے ترانے
خدا کے واسطے رنجش کو چھوڑو	خدا کے واسطے چھوڑو بہانے
وہ مرشد ہے یہ دل رستہ بتائے	خضر آئیں اگر رستہ بتانے

۱۳۸	سُنے جو اے وقار آنسو بہائے اگر ہیں مرثیے میرے فسانے	۷

ہم جب آپ سے تجکو بت بے پردہ دیکھینگے	تب اپنے نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکھینگے
کیے سینہ سپر بیٹھے ہیں ہم بھی اے بت سفاک	کہاں تک کاٹ کرتی ہے تری شمشیر دیکھینگے
نہ جا گلیوں میں سفاکو کسی کا دل اڑا لینگے	نہ وہ کچھ جرم دیکھینگے نہ کچھ تقصیر دیکھینگے
تجزی نقطۂ موہوم کی ہو جائیگی ثابت	دہن کو اُس کے وا جب ہم دمِ تقریر دیکھینگے
کنائے فہم میں مغز سخن کو ہو پہنچ جائینگے	شکستہ جب ہمارے خط کی وہ تحریر دیکھینگے
لپٹ جائینگے جوہر کی طرح شوق شہادت میں	جہاں اُس قاتل عالم کی ہم شمشیر دیکھینگے

۱۳۹	وقار اُن پر کھلے گی پیچ و تاب دل کی کیفیت مرے پاؤں کی جب اُٹھی ہوئی زنجیر دیکھینگے	۱۱

ہو گئی وصل کی شب حق میں مرے روز فراق	آپ پھر بوسہ رخسار کا جھگڑا لائے
دیکھ اے باد بہاری جو مری فکر بلند	کیا عجب ہی کہ ہوا میں کوئی بنگلا چھائے
وہ ملے دل کے عوض یہ مثل آئی صادق	دے گھرا گا تمہ سے جو شخص وہ کھونا پائے
گر دے ہو کر نکرو دل کو مرے کھتا تم	اُس کو پھیکا نہیں دیتے جسے میٹھا بھائے

۱۳۶	ای وقار اپنی طرح وہ بھی ہو دیوانہ ابھی استخوان میرے اگر یار کا کُتا کھائے	۶

چھٹ کر کبھی نہ کاکل پیچان سے جائینگے	ہم وہ نہیں کہ بھاگ کے زندان سے جائینگے
مٹی سے اُس زمین کے اپنا خمیر ہی	مر کر بھی ہم نہ کوچہ جانان سے جائینگے
بل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو	کس کس کے اس مین دیکھیے دل کھائے جائینگے
مصحف پڑھینگے عشق مین عارض کے بد خوان	مومن خیال زلف مین ایمان سے جائینگے
آشفتگی مین رکھتے ہین سودا سے سلسلہ	ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سے جائینگے

۱۳۷	ہین شوخیان وقار کی گستاخیون کے ساتھ اک دن اُٹھائے محفل خوبان سے جائینگے	۱۲

مجھے مارا ہی تھا زلف دو تا نے	بچایا آج موذی سے خدا نے
کیا ہے مرتبہ اعلیٰ خدا نے	عجب کیا گر کوئی مجکو نجانے
کیے جاؤ جہان تک ہون بہانے	مبارک ہون مجھے آنسو بہانے
کہون کیا حال اشک و آہ ای یار	مجھے مارا ہی اس آب و ہوا نے

نچاؤن گا واعظ کی اونچی دُکان پر
کھلی سب ہی مجھ پر کرامات اُنکی

ٹلی شام شامت کی اپنی نہ ہرگز
سحر یان نہ اک دن ہوئی رات اُنکی

ہین درد اپنا جاکر کہون کس سے یارب
زمانے سے ٹھہری ملاقات اُنکی

جو ساقی سے رکھتے نہین کام میکش
تلف ہوتی ہے مفت اوقات اُنکی

۱۳۴	عبث غل ہین کرتے وقار اُن کے در پر پذیرا نہین ہے مناجات اُن کی	۸

غضب کی بلا ہین ادائین تمھاری
بلا کیون نہ لے پھر بلائین تمھاری

حسین شہر کے سب جھکتے ہین تم سے
چمن مین بندھی ہین ہوائین تمھاری

ہماری نکوئی بدی ہین ہے شامل
صوابون مین داخل خطائین تمھاری

مجھے لعل اعجاز پرور نے مارا
فسون اپنا آنکھین دکھائین تمھاری

لگاوٹ کی جھڑکی مین پاتا ہون لذت
مجھے کوستی ہین دعائین تمھاری

چلین رشک سے سر پہ آرے نہ کیونکر
عدو مانگ بیٹی ہے بنائین تمھاری

یہ ڈر ہے نہ چھاپا مین کہین چھاپے والے
وفائین ہماری جفائین تمھاری

۱۳۵	وقار اس کا باعث بتاؤ کہ کیا ہے غزل محفلون مین وہ گائین تمھاری	۷

[illegible]

گر مقابل ترے رخ کے گل رعنا آئے
منھ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کھائے

کس طرح سے وہ شب وصل مین کھل کر بیٹھے
دیکھکر آئنہ مین عکس جو شرما جائے

حسین دل پر مرے کرتے ہین قبضہ — خبر ای بیخبر لے اپنے گھر کی
مین اُس صحرا مین چل کر مر رہونگا — نہ آئے کچھ بھنک ان کے خبر کی

۱۳۲ — تصور مین وقار اک لعل لب کے
لہو رو رو کے شب ہم تھے سحر کی — ۱۰

ہوس پھر ہوئی کوچہ یار کی — ہوا لے اُڑی سیر گلزار کی
سُناتے کسے لن ترانی ہین آپ — یہان کس کو چاہت ہے دلدار کی
کمر کا نہ مضمون بندھا ایک دن — خدا کی قسم فکر بیکار کی
مین جاتا نہ ہنگامۂ حشر مین — نہوتی اگر جستجو یار کی
اجل ہر طرف ڈھونڈھتی گھر مین ہے — نحافت یہ ہے تیرے بیمار کی
بتائین گے مرقد مین منکر نکیر — یہ حالت ہے میرے تن زار کی
وہ عنقا ہے مضمون کمر کا تری — نپایا تلاش اُس کی سو بار کی
بتا لین گے ساقی بہار آتے ہی — ہمین فکر ہے اک طرحدار کی
یہ ہے رنگ اس گل کی تعظیم کا — ہوا ہی جو غنچون سے دستار کی

۱۳۳ — چکائین گے جھگڑے کو ہم خود وقار
خوشامد کرے کون مختار کی — ۷

وہ ہر کون جس سے کہون بات اُنکی — ہر اک شخص کو ہے مدارات اُن کی
زبان کتنی فضل الٰہی سے شیرین — ڈلی ہے مٹھائی کی ہر بات اُنکی

ابھی کھل جائین گی آنکھین ھطر کی / ہوئی بارش جو میرے چشم تر کی
لڑی خورشید رو سے آنکھ کس کی / مگر ہم نے تو نذر اُس کے نظر کی
بنے دُرِ نجف ہر قطرۂ اشک / رُلائے یاد اگر موے کمر کی
وہ کافر گر نہو پہلو مین میرے / بہار خلد ہے آتش سقر کی
کبھی ای آئنہ رو میرے گھر پر / ہوئی پھبتی نہ آئینہ کے گھر کی
گیا جب سے وہ کافر میرے گھر سے / خبر مجھکو نہین ہے اپنے گھر کی
بھلائی عیب کا رکھا گیا نام / زمانے مین یہ ذلت ہے ہنر کی

۱۳۱	جواب خط کے بدلے ای وقار آج سنائی آئی میرے نامہ بر کی	۱۱

ہوئی پھر مجکو الفت سیمبر کی / ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی
نہ بھاگے خوف بدنامی سے عشاق / نہ پکڑی آڑ مردون نے سپر کی
نہو گر شمع مدفن مین نہین غم / تجلی چاہیے داغ جگر کی
نہو گا صاف دل وہ نیشکر قد / گرہ کھلتی نہین ہے نیشکر کی
نہ چھوڑو زلف کا کوسلے پہ لنگر / خبر لو بال سی پتلی کمر کی
ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید / اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی
بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا / لکھی ہے جب صفت اُس کی کمر کی
مجھے ای ترک دونون چوٹ ہین ایک / بچاؤن دل کی یا کھاؤن جگر کی

نرگس اُگی ہی سبزے کے بدلے مزار پر		مرنے کے بعد بھی یہ ترا انتظار رہی
دو تو مین جام اور بھی دے میکدہ کی خیر		آنکھون مین ساقیا ابھی باقی خمار ہی
کس رنگ سے کھلائیگا گل دیکھیے جواب		اُس غنچہ لب سے بوسہ کا دل خواستگار ہی
ہلنا پلنگ کا شب فرقت مین ای صنم		چبھتے کی ہر پلک کہ لحد کا فشار ہی

۱۲۹	تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال صورت قرار کی مجھے شکل فرار ہے	۱۰

پھانسا ہی دل کو زلف سرو وش یار نے		کاٹا ہی مجکو اُڑتے ہوے آج مار نے
وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا		دامن مین گل کے ڈھانک لیا منہ بہار نے
آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ		لی جان ورنہ آج شب انتظار نے
قطرہ سے بحر ذرہ سے خورشید ہو گیا		اونچا کیا ہی مجکو مرے انکسار نے
عین الکمال چشم پہ اُس کے نہ ڈالی آنکھ		چھریان سنبھالین سرمہ دنبالہ دار نے
جامہ کو جامہ وار نے اپنے کیا قبا		دکھلائے ٹھاٹ داغون کے وہ جسم زار نے
دشمن بھی مرے حال پہ روتے ہین زار زار		یہ آبرو بڑھائی مری چشم زار نے
پوچھیگا جب خدا تو کہون گا مین برملا		بٹیا ہی خون خنجر ابروے یار نے
تھی کائنات آبروئے دُر بس ایک بوند		وہ بھی ملادی خاک مین دندان یار نے

۱۳۰	کیون کر زمین نظم نہو رشک آسمان توقیر کی ہی شعر و سخن کی وقار نے	۸

وادیٔ وحشت مین ہی جوش جنون میرا خضر	قیس سے بیعت ہی مجکو کوہکن اُستاد ہی
ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابھی چوڑی کی طرح	موم سے بھی نرم میرے روبرو فولاد ہی
قبر مین بھی پاؤن پھیلا کر نہ سونے پائین گے	گر ہمارے دل کو ایسی ہی تمھاری یاد ہی
اس قدر الفت مری طوق سلاسل سے بھی ہی	خط آزادی مین بھی شان خط حداد ہی
کھچ چکی ہوئے میان یار کی تجھ سے پٹک	مو قلم مین لوح اگر تیرے یہی بہزاد ہی

۱۲۷	اس زمین مین ہی غزل تسلیم کی لیکن وقار کیا کرون معذور ہون احباب کا ارشاد ہے	۶

اُس چشم فتنہ گر کی شرارت نہ جائے گی	غمزے یہی رہین گے اشارت نہ جائے گی
منہ سے اُٹھائے گا نہ وہ زلف سیاہ کو	مجھ تیرہ روز کی شب کلفت نہ جائے گی
بیٹھے ہین رند بگڑے ہوے آج بزم مین	نیت عنب یہان سے سلامت نہ جائے گی
شور نمک ہی گرچہ ہر اک بات مین تری	لیکن شراب لعل کی حرمت نہ جائے گی
سودائے زلف کا یہی گر سلسلہ رہا	تیرے مریض عشق کی وحشت نہ جائے گی

۱۲۸	نرگس اُگے گی قبر پر بعد از فنا وقار نظارہ بازی کی مری عادت نہ جائے گی	۸

دیوار پر ہی چین نہ در پر قرار ہی	حیران ہون کس کے آنے کا یہ انتظار ہی
دل شوق وصل یار مین بے اختیار ہی	بزم خیال گرم ہی بوس و کنار ہی
پھر موج خیز گریۂ طوفان نثار ہی	مژگان تر ہے یا رگ ابر بہار ہی

لال ہین بیر بہوٹی سے تھے دست وپا — کہین سر سبز یہان رنگ حنا ہوتا ہی
بھڑ گئی شب گل شبو سے کلائی کرنے — نشۂ حسن مین بھی زور بلا ہوتا ہی
نالہ کرتا ہون تو ہوتے ہین گران خلق آپ — ورنہ دم سینہ مین ہر رگ کے خفا ہوتا ہی
عشق نے کر کے خمیدہ مجھے مشہور کیا — مہ نو سچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہی

۱۲۵ بے زبان ہین دہن زخم تنِ زار وقار
مقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہے ۷

قیس ہی صحرا مین اور کہسار مین فرہاد ہی — شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہی
بر سر جور وجفا پھر وہ ستم ایجاد ہے — داد ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہی
چشم سوسن سے جو کی تشبیہ چشم یار کی — بول اُٹھا یکبار لالہ اسپہ میرا صاد ہی
پھاٹے کھاتے ہین ستارے یاد دندان مین مجھے — یاد ابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہی
ای صبا بنگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا — اب فقط نازک سخن یہ خانمان برباد ہی
ہین حسد کے یہ کرشمے شوخیان ہین بغض کی — ایک جاہل تیز کرتا خنجر ایراد ہی

۱۲۶ داد جاہل شعر کی اپنے نہ دے کیونکر وقار
باپ تو اچھا کہے گا گو بُری اولاد ہے ۹

ای دل ناشاد تجھ مین ہنسی فریاد ہی — یہ جو سیدھی ہو تو پھر کیا چرخ کی بنیاد ہی
چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہی — اک بلائے سخت ہر گھر مین مرے آباد ہی
بیکسی کا تھا یہ عالم آج میری نعش پر — اُس نے خود پوچھا یہ کس کا کشتۂ بیداد ہی

۱۲۲	ای وقار اُن کے زلف کی ہی لٹک اپنے اعمال کی یہ شامت ہے	۹

جان جان شاد ہو تو میری غزلخوانی سے — گل کھلا جاتا ہی بلبل کی خوش الحانی سے

ہی قران ماہ کا زہرہ سے منجم بولے — رات بالا جو ملا آپ کی چودانی سے

ہی مری آہ کے صدمون سے زمین پر بھونچال — چرخ گرداب مین ہی اشک کی طغیانی سے

سینہ کوبی سے مری کوہ کا ٹکڑے ہی جگر — دشت مین غل ہی مری سلسلہ جنبانی سے

قیس سے باج ابھی لون ابھی ام سے خراج — جمع خاطر ہو اگر دل کی پریشانی سے

خال سرمہ کا لگاتے ہین تہ زلف و آج — طائر دل نہ کہین پھنس رہے نادانی سے

اپنے ہی ہاتھ سے سرکاٹ کر اپنا ہم نے — طی کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے

اعتراض آپ کے یارون پہ کرین میرا منہ — سچ بقول آپ کے وہ کم نہین خاقانی سے

۱۲۴	تا لے اس طرح وقار آج چمن مین کھینچے توبہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے	۱۰

سرخ پھر مہندی سے اُس کا کف پا ہوتا ہی — پھر مرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہی

تل سے اُس چشم کے دل مست سوا ہوتا ہی — مشک سے نشہ بھی زور بلا ہوتا ہی

راہ مین پیک لٹا نامہ نہ پہونچا اُس تک — وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہی

مار کاکل نے ڈسا چشم سیہ نے مارا — دیکھون اب معجزہ لب کو کہ کیا ہوتا ہی

کھلے بالون کو جو دیکھا تو ہوئی دل کو لٹک — آج گوندھے جاتے ہین وہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

دیا بوسہ لبون کا سے لیا دل — ارے ظالم نہ باز آ یاد غا سے
ہنسے وہ ہو گیا موتی کا مالا — گلے مین صاف دندان کی ضیا سے
صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے — یہ مل کُھل آئی کس گُل کی قبا سے

١٢١ — وقار اُستاد ہے تسلیم میرا
مجھے ہے کام تسلیم و رضا سے — ٧

زبان خلق پہ جاری ہی گفتگو میری — ہی دھوم فیض محبت سے چارسو میری
خدا بچائے کہ ہر دم ہی جان کا کھٹکا — ہے تاک جھانک مین وہ یار جنگجو میری
کلام اُس کا یہ ہی آئنہ کو کیا دیکھون — ہے اُس سے بڑھ کے کہین صورت نکو میری
مین دامن دل صد چاک کیا دکھاؤنگا — مدد کرے کہین بہر خدا رفو میری
مین خاکسار ہون اُس ذات پاک کا بندہ — نماز جس کو پسند آئی بے وضو میری
کہا ہے سہو سے زلف سیہ کو مشک ختن — کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

١٢٢ — سخن سرایون نے رکھا وقار نام مرا
بڑھی ہے کشور معنی مین آبرو میری — ٥

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی — پر قیام آپ کا قیامت ہی
چھُٹ گئی نبض پھر گئین آنکھین — زیست کی کونسی علامت ہی
چشم بد دور سحر ہین آنکھین — ہر سخن آپ کا کرامت ہی
تیغ قاتل چلی تو آئے گی — کوچہ زخم اگر سلامت ہی

سے ہے عبادت تمھارے نام کی رٹ نہیں سنتے بھلے کی اپنے بات		جس کا طاعت ہی نام اطاعت ہی کیا بُری آپ کی طبیعت ہی
۱۱۹	جان کی کل وقار باری ہے آج تاب و توان کی رخصت ہے	۹
وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے دکھاتا رہا آئینہ ماہتاب دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا ترے روبرو آئے کیا آئنہ کسی کے لیے ہم بگولے کی طرح وہ لکھائیے غیر کے نام خط		غرور حسینان مٹاتے رہے سحر تک وہ گیسو بناتے رہے کہ ہم سارے کامون سے جاتے رہے وہ آنے مین دیرین لگاتے رہے وہ ہر چند صحبت گھٹاتے رہے مہ و مہر آنکھین چُراتے رہے سدا دشت مین خاک اڑاتے رہے مرا نقش ہستی مٹاتے رہے
۱۲۰	وقار اشک سے کھُل گیا راز عشق وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے	۷
نہ پھیرا منھ شب ہجران قضا سے مین سمجھا چاند پر قربان ہوا ابر انھین اٹھکھیلیون سے چال چلنی		ادا کی شرط جانبازی وفا سے اڑی جب زلف عارض پر ہوا سے کوئی پامال ہو اُن کی بلا سے

غمزہ کرتی بہار آتی ہے
پہنے پھولون کا ہار آتی ہے
بوے گل ہے ہوا کے گھوڑے پر
رنگ اُڑاتی بہار آتی ہی
موج جب دیکھتا ہون دریا کی
یاد رفتار یار آتی ہے
مین وہ ہون صید ناتوان و زبون
دام کو جس سے عار آتی ہی
چونک اٹھی اضطراب روز فراق
پھر شب انتظار آتی ہی
ہی جو دل مین خیال ابرو کا
آہ لب پہ فگار آتی ہی
یاد کاکل مین ایک کالی بلا
اژدہے پر سوار آتی ہی
تیغ ہی لے ملاؤ گر تم کو
گلے ملنے سے عار آتی ہی
ناز و عشوہ کو پھر کیا رخصت
خیر ہو پھر پکار آتی ہی
موت سوداے زلف و گیسو مین
اب دو اسپہ سوار آتی ہی
شوخی و دلبری و چالاکی
ہوتے اُس پر نثار آتی ہی

۱۱۸	گر ہو رکھی ہوئی بُری بھی شے کام اک دن وقار آتی ہے	۷

کون ہے جس کی ایسی صورت ہی
کس کو خوبی مین تم سے نسبت ہی
خانۂ دل مین ہے خیال صنم
یہ وہ کعبہ ہے جس مین مورت ہی
زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے
سبزۂ خط نئی عبارت ہی
بات خالی نہین ہے شوخی سے
چتونون مین بھری شرارت ہی

خالق نے میرے مجکو عطا رونش کیا — گذرے گی خوب یار بھی زہو شال ہی
دو بٹریان پھناؤ کر زلف دوتا کا عشق — کچھ اگلے سال سے بھی سوا اکبی سال ہی
مضمون دہن کا فکر سے بچتا نہین کبھی — عنقا کے پھانسنے کا ہمارا ہی جال ہی
تمئیز خوب وزشت کی ہرگز نہین رہی — اب رنج سے حواس مین یہ اختلال ہی

١١٦	آغاز ہی مین کھل گیا انجام ای وقار فکر وصال یار پیام وصال ہے	٩

دن گزرتا ہے بیقراری سے — رات کٹتی ہے آہ وزاری سے
ہی توقع سیاہ کاری سے — توبہ ہوگی نہ بادہ خواری سے
جنبش ابرو کی کرگئی ہے کام — مرگیا ایک زخم کاری سے
ہی محبت اُنھین عداوت سے — دشمنی اُن کو دوستداری سے
میری ملتی نہین ہے کوڑی آج — تم تو دیکھو ذرا کناری سے
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوے — دیا بوسہ تو شرمساری سے
دورۂ عمر ہو گیا آخر — نہ پھرے ہم شراب خواری سے
شب وصل اُس سے آنکھ سیکتے ہم — ملتی مہلت جو اشکباری سے

١١٧	گل اگر آپ ہین وقار ہے خار وجہ نفرت کی ہمکناری سے	١٣

مژدہ ای دل بہار آتی ہی — جوشش لالہ زار آتی ہے

۱۱۴	قید ہستی سے وقار اک دم مین ہی مجکو نجات جان تصدق کیجے سر پر یار کی تلوار کے	۷

جو کیفیت لکھون اشک و فغان کی
کرون تشبیہ زنگ و کاروان کی

کمر سے کیون الجھتی ہی تری زلف
لڑائی کیا قوی و ناتوان کی

غم شبہاے فرقت شوق سے آئے
کسے خاطر نہین ہو میہمان کی

سوال وصل مین ای جان عالم
بجز ہون کے کبھی تم نے نہ ہان کی

تمھارے گوشۂ ابرو کے تل سے
نئی تشبیہ ہے زاغ کمان کی

کیا پھر چشم نے مژگان کو سیدھا
صف آرائی ہو پھر چنگیز خان کی

۱۱۵	تصور مین وقار اک رشک گل کے ہوا کس کو ہے باغ و بوستان کی	۱۲

زلف سیاہ یار کا مجکو خیال ہے
کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہی

مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہی
بادہ سے بڑھ کے نشہ مین صہبائے آل ہی

پتلی کمر کا یار کی دل مین خیال ہی
اللہ والی ہی مرے شیشہ مین بال ہی

ہنسنے کے ساتھ زخم نے کین خون فشانیان
سچ کہتے ہین کہ رنج خوشی کا مآل ہی

عاشق ہون لیک سخت ہی نازک مزاج ہون
مین ہون اور اپنی ہر گھڑی مجکو سنبھال ہی

آنکھون کا نون صاد مین ابرو و چشم کو
مصحف کے رو سے یار پہ صادق مثال ہی

ہو رنگ گلستان تری راہ تمام رخ
ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہی

عبث ہی چارہ جوئی دوستون کو
نظر آتی نہین بچتی سے مجھے جان
مریض عشق سے کرتا ہے کیا وصل

مرض ہی عشق کا سو لا دوا ہے
شمیم زلف بھی کالی بلا ہی
پکڑنی کیا مزاج اب یہ دوا ہی

۱۱۲	جواب خط **وقار** آئے نہ وان سے یہی تقدیر مین میری لکھا ہے	۷

یہ نہ سرمہ کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے
مست مستانہ چلے آتے ہین وہ میخانہ سے
روح مرقد مین نہ ٹھہری ان کے طائر اڑ گئی
چشم کے بیمار کا غمخوار یان کوئی نہین
خط لب نے اُس کے ابرو کی بڑھائی آبرو
چار سیحون سے دند کی بحث مین دشمن بندھا

تشنگی سے پھیرتا لب پر زبان بیمار ہے
لڑکھڑاتے پاؤن ہین بکھری ہوئی دستار ہے
بعد مردن بھی ہلوا سے کوچہ دلدار ہی
ہان مگر تھا ایک دل اب وہ ہی خود بیمار ہے
حسن کی بدولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہے
کُھل گیا ہمکو دخیلی کے سبب یہ مار ہی

۱۱۳	تو نہو مغرور اُس کی دوستی پر اے **وقار** روٹھ بیٹھے گا یہ اُس کا چار دن کا پیار ہی	۵

نیچے پیکان سپر کے پھول پھل تلوار کے
مین یہ کہتا ہون کہ مار زلف پر ہی کینچلی
گر میان یان غیر سے کرتا ہے تو امی سرد مہر
تنگ چشمون کا نہو ممنون ہرگز رو فراخ

قتل گہ مین بھی ہین سیر سیر ہین گلزار کے
لوگ کہتے ہین کہ بھر ہے ہین ستار کے
دست و پا وان پڑے ہین گنبدہ سے تربار کے
کام سوزن سے پڑا دامن کو کب جو بار کے

قیس و فرہاد سدا تابع ارشاد رہے	ہم رہے جس جگہ اُستادون کے اُستاد رہے
نہ کبھی یار کی تصویر تو مثل تصویر	دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے
مجھسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا کوئی	یہ سخن ای ستم ایجاد ذرا یاد رہے
حسن جانان کی کبھی یاد فراموش نہو	قید شیشہ مین ہمارے یہ پریزاد رہے
عشق گیسو مین ہوے خانہ زنجیر مین قید	للہ الحمد کہ میعاد سے آزاد رہے
کشور دل مین ہمارے ہی سمائی غم کی	یہ بھی اک ٹکڑا بہت ہی اگر آباد رہے
لالہ لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا	اس پہ یہ نرگس کی طرح میرا بھی اک صاد رہے
حسن پر تمکو یہ غرا ہی کہ اتراتے ہو	عشق کی ہوتی ہی پھٹکار بُری یاد رہے
مجکو گر دیکھے مری تیغ ہنر کا چورنگ	اپنے جوہر سے جدا خنجر فولاد رہے

۱۱۱	حسرت دید نہ رہ جائے مرے دل مین وقار کچھ تو شمشیر کو تانے ہوئے جلاد رہے	۱۰

کہون مکھڑے کے عالم کو کہ کیا ہے	مگر زلف سیہ بال ہما ہے
ملے غیرون سے دل ہم سے جدا ہی	رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہی
غضب غمزہ ہی انکا قہر ہے ناز	ستم انداز ہے آفت ادا ہی
نہ پوچھو مجھسے خود آنکھون سے دیکھو	کہون کیا حال دل تم سے کہ کیا ہی
گئے یہ عشوۂ خونریز کو پر	ٹپکتی چشم جانان سے حیا ہی
نہ سمجھے وے دیا دل خالی الذہن	بھری ان دلفریبون مین دغا ہی

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتۂ الفت		جڑا ازل سے ہی میری رگ گلو کے ساتھ
۱۰۸	اُڑی ہی اُٹھاتے ہوز نجیر پا و گردن کی وقار ربط ہی کس زلف مشکبو کے ساتھ	۵
	ردیف یاے تحتانی	
اُس نے کیا آنکھیں دکھائیں عمر بھر وحشت رہی خط نکلنے پر بھی سربستہ رہا مضمون خط مصحف رخ خال سرمہ سے نکر زیر و زبر زیست مین پھاڑ اگر یبان بعد مرنے کے کفن		آہوان دشت سے شام و سحر صحبت رہی شرح بھی لکھی گئی پر متن مین دقت رہی نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی مین رہا جسجا وہان میری نئی حالت رہی
۱۰۹	بن گئی آئینہ مین موج نفس طوطی وقار محو خط کی اُس کے سکتے مین بھی یہ حالت رہی	۵
کیا ہی ناک مین دم کفر و دین نے جو عطر گل مین بو ہے ناز بو کی نہین ہی جور کا شکوہ تمھارے ہوا ہے دشمن جان یار جانی		مٹایا نقش عشرت آن واین نے یہ کھینچا ہی مگر اُس نازنین نے ستایا ہی دل اندوہگین نے مجھے کاٹا ہے مار آستین نے
۱۱۰	وقار اک مصرع مقطع ہی شعر سے یہ پکڑا اوج شعرون کی زمین نے	۱۱
اے خدا یون ہی فلک برسر بیداد رہے		روندتا خاک مری وہ ستم ایجاد رہے

۱۰۶	حسرتین نکلین اگر زخم ہو پہلو مین وقار میرے ذرون کو ملے روزن دیوار کی راہ	۵

تری ہر بات ہی اسے یار عمدہ	انوکھی چال ہے گفتار عمدہ
ہمین نازش ہی اپنی عمدگی پر	ملا نام خدا دلدار عمدہ
گل و غنچہ کو اچھا کیون نہ لکھون	دہن بھی خوب ہی رخسار عمدہ
چبھی ہی دل مین اک کافر کی مژگان	سمجھتے ہم ہین گل سے خار عمدہ

۱۰۷	وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو کہ ہے شعرون مین بالتکرار عمدہ	۱۱

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کے ساتھ	نہ کیجیے ہم سے کوئی بات آپ تو کے ساتھ
پکڑنا بات کا کیسا زبان پکڑتا ہی	وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کے ساتھ
وصال مین بھی تو بن بن کے وہ بگڑتا ہی	الٰہی کیسے نبھے یار تند خو کے ساتھ
دل و جگر پہ مرے صدمہ کچھ نہ کچھ پہونچا	کہ اشک آنے لگے مل کے اب لہو کے ساتھ
مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو ہین	لڑائی کون کرے ایسے جنگجو کے ساتھ
شرار آتش داغ جگر ہے نار جحیم	جلیگا خرمن برق ایک تیرے ہو کے ساتھ
پسند آئی نہ اس کو ہماری تنہائی	ہمیشہ رکھا ہمین اس نے آرزو کے ساتھ
مریض عشق نہ چنگا ہو کہنے سننے سے	یہ داغ جاتا نہین آب شست و شو کے ساتھ
مین ناتوان ہون اور زخم فربہ ہین جراح	نکل ہی جائیگا دم بخیہ و رفو کے ساتھ

ردیف ہاے ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہو تیرے کف پا کے برابر آئینہ

غیر کو رکھنے ندو منھ عارض پر نور پر
بھاپ سے ہوتا ہی ای صاحب مکدر آئینہ

مجکو حیرت ہی کہون کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر اُن کا مصاحب شانہ دن بھر آئینہ

گر نہین دیکھا ہی اُنکا عارض حیرت فزا
کسلیے ہی دست مشاطہ مین ششدر آئینہ

خط مین لکھا اس قدر مضمون ہی اوصاف کا
بن گیے ہین بال و پر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سے محبوب خوش منظر کا ہی حاجت روا
وقت کا اپنے سکندر ہی مقرر آئینہ

۱۰۵	دی جلا دل کو جلا کر آپ ہم نے ای وقار صاف خاکستر سے ہوگر ہو مکدر آئینہ	۹

کھولا کرے زخم مین ای ترک گرفتار کی راہ
دیکھتی جان ہی تن مین تری تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اُس گل کے تصور ہی مجھے
پیش آئے گی مگر وادی پرخار کی راہ

دل نالان ہوا پھر لوٹ کبھی ابرو پر
کاٹی پھر پڑی سر سے کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھرتے چشم میگون
پھر سیہ مست نے لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نے باغ کی لی کبک نے کہسار کی راہ

زخم گہرے سے لگا اور بھی گھبرا کوئی
کھوئی ای جان نکل اپنے دل افگار کی راہ

جھک گیا ضعف سے سر پانون پہ چلتے چلتے
سر موطی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سیر منظور رہی گر ملک عدم کی ای دل
گھیر کر بیٹھو رہو ترک ستمگار کی راہ

	کاٹ کھایا تو نہیں ہے میں نے	بوسہ کے لینے پہ جھنجھلاتے ہو
	ہمکو عذر نہیں جانبازی پر	بوسہ دیتے ہو کے اتراتے ہو
۱۰۲	آپ کے ساتھ وقار آتا ہے یہ نئی سر پہ بلا لاتے ہو	۷
	نہ دیکھا اشک سے خالی کسی دن چشم گریان کو	ستاروں سے بھرا دیکھا ہمیشہ برج میزان کو
	یہ سمجھا پھول میں سب کچے کلیان ہین نسرین کی	مسی مالیدہ لب پر جبکہ دیکھا دندان کو
	گئے صحرا میں آہو آپ کو جب شہر میں دیکھا	ابھی یہ شہر میں آئیں جو تم جاؤ بیابان کو
	ترشوا ؤ خدا را تم خط رنگین کو عجب اعجاز	بڑھا جب سبزہ خودرو کیا غارت گلستان کو
	عدوے خیر کچھ تقلید سے میرے نہ پائیگا	نہ پہونچے شیر قالین کا کبھی شیر نیستان کو
	ہر اک کانٹے کو باندھا دامنوں میں ہم نے چھانٹ کے	کیا جب یاد صحرا میں کسی کے موے مژگان کو
۱۰۳	ہوا ظاہر وقار اسرار مخفی مرغ حق گو سے کہ انسان پر شرف یاد الٰہی میں ہے حیوان کو	۵
	ہے ہوا یار کی اڑتا ہوا گھوڑا مجکو	وحشت دل کا پر اب چاہیے گھوڑا مجکو
	دور پھینکا جو رہ یار کا روڑا مین ہوا	ٹھوکروں میں بھی فلک تو نے نچھوڑا مجکو
	بدمزہ ہوکے نہ دے ساغر بادہ بھر کر	ہے بہت لطف سے گر دیجیے تھوڑا مجکو
	رنج یہ اس نے دیے سانس ہے لینا مشکل	ہو گیا ہے مرا دل سینے کا پھوڑا مجکو
۱۰۴	حسرت دید دم مرگ رہی دل میں وقار	نیم بسمل بھی جو قاتل نے نچھوڑا مجکو ۷

رونے مین جو یاد وہ مسی ہو
کس طرح نہ اشک نیلمی ہو

کیا فائدہ قصۂ عدو سے
وہ بات کہو جو کام کی ہو

ہیٹھی تری باتون پہ مواہون
سنگ سر قبر شربتی ہو

مرنے کی مراد کیون نمانون
جب وصل ترا نہ جیتے جی ہو

مشتاق ہے میری پارسائی
معشوق بھی کوئی پارسی ہو

قاتل ہی مراد ہ صندلی رنگ
تختون کو اسی کے صندلی ہو

مانو کہ نمانو بات میری
انسان نہین ہو تم پری ہو

تم آپ سے آپ دوڑے آؤ
قابو مین اگر ہمارا جی ہو

کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے
ہے مہر جو ذرہ پروری ہو

وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو
گر ہجر کی شب مین چاندنی ہو

بلبل کو جو دیکھون پاس گل کے
کس رنگ نہ محکو بے کلی ہو

۱۰۱
مضمون ہو وقار وہ غزل مین
ہر لفظ پہ دل مین گدگدی ہو

تم کہین ظلم سے باز آتے ہو
خاک پھر گلیون کی چھنواتے ہو

رقص مین راگ نیا لاتے ہو
فتنہ سوتا ہوا چونکاتے ہو

نہ شگفتہ ہوئے آغوش مین تم
پھول کی طرح سے کمھلاتے ہو

بار گیسو سے لچکتی ہے کمر
بال کی طرح سے بل کھاتے ہو

ہی قسم تیغ کی گردن کا مرے
آج تسمہ نہ لگا رہنے دو

(۹۸) وہ اگر روٹھے ہین تو تم بھی وقار
کچھ مزاج اپنا کڑا رہنے دو (۵)

تو وہ انسان ہی یکان جو پاؤن تجکو
آنکھ کے ساتوین پردے مین بٹھاؤن تجکو

تجسا عاشق نہوا ہی کوئی معشوق مزاج
یاد رکھ مین نہ مناؤن نہ مناؤن تجکو

گرمیان شوق سے کر غیر سے مین بھی اکدن
انکھین ٹھنڈی تری آنکھون سے جلاؤن تجکو

مصرع زلف مین دل تو مرا باندھا ہی مگر
مین بھی سوپیچ کے مضمون مین لاؤن تجکو

(۹۹) تو بھی حیران پریشان ابھی ہو جائے وقار
گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجکو (۸)

معشوق ہی وہی جسے میل وفا نہو
عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو

بندش وہ ہم نے کی ہی جو چشم آشنا نہو
مضمون وہ لکھا ہی جو کانون سنا نہو

حرف غرض سے لب نہون زنہار آشنا
دل جلوہ گاہ حرص کبھی ای خدا نہو

موزون نہ ایک مصرع پر پیچ ہو کبھی
دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو

ناموس نذر کردہ آغاز عشق یار
انجام سوچتے نہین کیا ہوئے کیا نہو

ممکن نہین ہی آئنہ مین مو رگھر کرے
سینہ مین میرے دخل فریب دغا نہو

لب پر مسی کا آپ نہ دھبا لگائیے
قیمت مین لعل سے کبھی نیلم سوا نہو

(۱۰۰) دیوان مین جو وصل کے مضمون لکھو وقار
آپس سے پھر ورق کوئی ہرگز جدا نہو (۱۲)

۹۶	اس زمین مین منھ جو کھولے منھ کی وہ کھاوے وقار معجزے کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو	۶
غرض کسکو کسی کو تم اُٹھا دو یہ مین کہتا ہون واپس دل مرا دو ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم کہا مشک ختن زلف سیہ کو ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ لب شیرین سے دو گالی عدو کو	مگر نقش اپنا محفل مین جما دو مگر بوسہ مجھے ٹھہرا ہوا دو رخ پر نور سے گیسو ہٹا دو خطا کی مین نے جو چاہو سزا دو خوشی سے تم خدا کے گھر کو ڈھا دو کبھی تو زہر مین میٹھا ملا دو	
۹۷	لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا وقار اُن کو ذرا جا کر سنا دو	۹
لب پان خوردہ کھُلا رہنے دو سر اُٹھاؤ نہ لب بام آکر گر نہین پاس بٹھانا منظور سر بام آ کے لڑاؤ آنکھین رکھو مرہم نہ مرے داغون پر مہر سے قہر مین ہے زائد لطف فربہ فربہ ابھی پھنستے ہین شکار	گل خوبی کو کھلا رہنے دو زیر دیوار پڑا رہنے دو دور ہی مجھکو کھڑا رہنے دو طاق نسیان پہ حیا رہنے دو چمن عشق کھلا رہنے دو زہر دو آب بقا رہنے دو دام گیسو کا کھلا رہنے دو	

اُف کردے نالۂ شرر افشاں زمانے کو
یہ اور بات ہے جو اُدھر سے ہی ڈھیل ہو

سینہ پہ میرے دست حنائی جو رکھو تم
ہر ایک داغ رونق باغ خلیل ہو

سرو سہی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا
اے جان بیوقوف ہو وہ جو طویل ہو

وہ ایک ہو کہ آئنہ میں بھی نہیں ہے عکس
احول تلک یہ کہتے ہیں تم بے عدیل ہو

آنکھیں چرائیں گریہ نے منہ پھیرا آہ نے
کیا روز بد میں کوئی کسی کا کفیل ہو

آنکھوں کے پردے گل گئے نم سے سرشک کے
اندیشہ کا مقام ہے جس گھر میں سیل ہو

ملک عدم کا عزم ہے توشہ نہیں ہے پاس
دے ڈال ایک بوسہ کہ زاد السبیل ہو

۵۵

تم سا مراد آباد میں کوئی نہیں **وقار**
احسان میں کرم میں عدیم المثیل ہو

۹

چاہتا ہے دل مرا پھر گیسوئے خمدار کو
طے مجھے کرنا پڑا پھر راہ ناہموار کو

یاد عارض نے کیا معدوم جسم زار کو
چاندنی نے آج ڈھایا ہے مری دیوار کو

گر نہیں دیتے ہو بوسہ لب کا اے صاحب نہ دو
چوم لونگا میں وہاں زخم سے تلوار کو

بزم رنداں میں نجا یہ لوگ ہیں بگڑے ہوے
کس لیے ڈھاتا ہے واعظ گنبد دستار کو

دیدۂ یعقوب بینا جامۂ یوسف سے ہو
اُس کے ڈوروں سے مگر رشتہ ہے اس کے تار کو

ہے گل عارض میں تیری شمع کے شعلے کا رنگ
کیوں نہ بدلیں بلبلیں گلگیر سے منقار کو

عرش پر کرسی نشیں ہوگا نہ شیطان لعیں
دخل کوٹھے پر نہ ہوگا یار کے اغیار کو

کب خریداروں کی اُس کے بھیڑ کوچہ میں نہیں
شے جو گھر بکتی ہے وہ جاتی نہیں بازار کو

آنے کو آپ آئینگے لیکن یہ غرض ہی — انکار کی بھی تہ رہے قول و قرار مین
ہوگی تلاش واعظ و کتھا خوان کی خبر مین — شاید کہ سننے والے بھی ہون اُس شمار مین
لاغر ہوا اپنے خندۂ دندان نما نہ کر — گھر یال کا نہو گہر آبدار مین
واعظ کی زنہار نہ مانینگے بات ہم — اشراف توبہ کرتے ہین فصل بہار مین
بس بس ترے شور سے مرے اب تک بھرے ہین کان — کھینچا تمھارات خواب مین تم کس کو کنار مین
اب دام عنکبوت مین پھنستا ہی شاہباز — الجھا رہا ہون یار کو باتون کے تار مین

۹۳	سوکھے خزان مین خار کے مانند ای وقار شبنم کی طرح روتے رہے ہم بہار مین	۵

جب جواب خط عاشق وہ رقم کرتے ہین — تو زبان خامہ کی پہلے ہی قلم کرتے ہین
جس گھڑی دیکھتے ہین تیغ دو دم کو اپنی — ساتھ ہی زانا فتنا کو وہ دم کرتے ہین
نرم خو یون ہے کبھی عشق کی پرسش نہوئی — وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتے ہین
آہو چشم کی الفت مین یہ چمکی وحشت — اپنے سایہ سے بھی ہم دشت مین رم کرتے ہین

۹۴	یہ بھی اک بات نئی ہم نے نکالی ہی وقار رنج کی اپنے خوشی عیش کا غم کرتے ہین	۱۰

ردیف واو

وہ کون ہی پسند نہ جس کو جمیل ہو — کیا بات آپ کی ہی حسین ہو شکیل ہو
گر یاد گریہ مین تری چشم کحیل ہو — آب سرشک آب رخ رودنیل ہو

۹۱	آج جاگا ہے بخت اپنا وقار اُس کو لے کر بغل مین سوتا ہون	۱۰

سنتا ہے کون کس سے ستم کا گلا کرین
فتنہ اُٹھے جو دید کا وعدہ وفا کرین
بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی
مہندی لگائین سامنے اغیار روسیاہ
بسمل نہین ہین کشتۂ شمشیر ناز ہین
احسان کسی کا اُٹھ نہین سکتا ہی ضعف سے
دولت جنون مین بھی ہو قدم سے لگی ہوئی
دست حنائی مین ید بیضا بنے جو پھول
اللہ کیا نہین ہی جو ہون ہم تو نگے رام

عاشق سوائے صبر بھلا اور کیا کرین
قامت دکھائین وہ تو قیامت بپا کرین
قرآن کا پاس ہے ہم پارسا کرین
ہم پس کے اشک خون بہائین تو کیا کرین
زخمون سے خون بہے تو طلب خونبہا کرین
ہم کیا سمجھ کے خواہش ظل ہما کرین
سونے کی بیڑیان ہون اگر ہم دُعا کرین
بیعت خوشی سے موسی معجز نما کرین
آنکھین ہو جن کی ان سے وہ صدمہ سہا کرین

۹۲	امید وصل یار پہ جیتے ہین ہم وقار کہتا ہی اُن سے کون کہ وعدہ وفا کرین	۱۱

مانا مزون کی لوٹ بھی وصل یار مین
ہر ایک اس مین مایۂ صد گرد باد ہی
مرنے کے بعد بھی نہ گئی روشنی قلب
کوئی کسی طرح کی نہین ہی آسے ہوس

لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین
ناچیز سے جو ذرے ہین میرے غبار مین
آئینہ سا لگا ہی ہمارے مزار مین
سینہ مین میرے دل ہی کہ مردہ مزار مین

ہی ہماری آنکھ مین جلوہ کسی کی زلف کا
کیا چڑھی پھرتی ہی اک کالی پری جھبان مین

تنکے گلیون کے چنون گا ای خوبان لب کی بر بس
سبزهٔ خط کو ہی دیکھا یار کے شعبان مین

کس کا کھانا شک سے چھوتا بھی نہین ہی ہاتھ سے
وہ سمجھتا ہی کہ کچھ چھوڑا ہی پڑھکر پان مین

۸۹ ہی کمینے پن سے دشمن گو کمین مین ای وقار
ٹوک کر مارونگا اُس کو ایک دن میدان مین ۷

کبھی دم پر جو وہ چڑھ جاتے ہین
منتین کرتے ہین گھبراتے ہین

ہو کے بت خانۂ دل مین آئے
یہ حسین قہر و ستم ڈھاتے ہین

دست عشاق سے تنگ آ کے حسین
اچھے ہو کے بُرے پچھتاتے ہین

بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور
ترچھی نظرون مجھے دھمکاتے ہین

مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا
آنکھ مین دل مین جگہ پاتے ہین

یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکھین
توتے کی طرح بدل جاتے ہین

۹۰ آئے گیا اُن کو وفا یاد وقار
قتل کے بعد جو پچھتاتے ہین ۵

یاد گیسو مین یار روتا ہون
مین اندھیرے مین جان کھوتا ہون

گیسون نہ زنگ سر شک طوسی ہو
زلف و عارض کے غم مین روتا ہون

زہد مین بھی ہے میرے کیفیت
میرے دامن کا داغ دھوتا ہون

آج پھر ڈھونڈھتا ہون مین اُس کو
اپنے پھر نقد جان کو کھوتا ہون

۸۷

ہین مراد آباد مین مجھ سے ہزارون کو ذوق
کیا بھی صاحب سخن ہین ہی وقار ایران مین

۹

وہ پری تصویر یہ مضمون لکھے تیری شان مین / سیر ہی ازرنگ مانی کی مرے دیوان مین
واسطے انسان کے ہی آدمیت عین شرط / ورنہ کیا انسان مین ہی جو نہین حیوان مین
زلف کافر کو لکھین گے لام ہم اسلام کا / ہی یہی رکن رکین ایمان کے ارکان مین
یہ معما ہی کہ مین کوچہ کی گردش چھوڑ دون / اس لیے بھیجے ہین اُس نے پان ناگر دان مین
عاشق جانباز کو عارض کا بوسہ دیجیے / نام پیدا کیجیے ای جان جان احسان مین
جوہر آئینہ کا عالم نظر آنے لگا / یہ پڑے تار نظر کے نقش اُس کی شان مین
بن گئی ہی آنکھ میری آرسی کا آئینہ / یہ جما نقشہ تحیر کا تمھارے دھیان مین
یہ اجارہ مین دیار عشق سے حاصل ہوا / جان بھرائی مین دی اور دل گیا تاوان مین

۸۸

کس طرح مین ایک مجنون لغو گیسو کو وقار
شان مین مشرک کے کیا لکھا نہین قرآن مین

۹

یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمھارے دھیان مین / مثل دیوانہ نہین ہون اپنی مین پہچان مین
والہ چشم سخن گو زلف کا عاشق ہوا / اصفہان سے تیرہ بختی لائی ہندستان مین
گو کہ زہرہ لولی گردون ہی پر رقصان نہین / فائدہ کیا ہی ہمین نقصان کے اعلان مین
دل کے آتے بن گئے تاب و توان ہوش و خرد / منفعت کی تھی تو ہم آگئے نقصان مین
لکھکر نامہ ہوش مجکو طعن سے کہتا ہی وہ / نطق ہی کا فرق ہی انسان مین حیوان مین

۸۶

آتے ہین لال لال کسی گل کے یاد لب
جا کر وقار روئین گے ہم لعل باغ مین

۱۶

کھنچ گیا جی آئی جب آواز مطرب کان مین
جذب مقناطیس کا تھا نغمہ زن کی تان مین

کس کو مین اچھا لکھون اور کس کو لکھون مین بُرا
زلف اپنی شان مین گیسو ہی اپنی شان مین

اُٹھتے ہی نالون کی آندھی ہوا تباہ دل
لو مری کشتی ہوا کے آ گئی طوفان مین

قہر ہے دہ نرم دل ہو سخت بے مہر اس قدر
یاد کر ای دل کہ اُس کو کیا لکھا نسیان مین

ای صنم ثابت ہوا اقرار سے تیرا دہن
کہنے کو یہ بھی ہے گویا معجزہ الحان مین

عشق ورزی دشت گردی سینہ چاکی بیخودی
پادشاہِ حسن نے لکھی مرے فرمان مین

تیرے رخ کے سامنے ہو منھ یہ آئینہ کا ہے
لب پہ ہو سرسبز یہ سرخی کہان ہے پان مین

سینۂ بیتاب مین ٹھہرا ہے درد ہجر یار
میزبان معذور ہے غیرت نہین مہمان مین

دے بھی دو دیتے ہو گر بوسہ کوئی خیرات حسن
دیر کرنا اس قدر کیا چاہیے احسان مین

گردش چشم صنم نے قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جزو ہے اس سان مین

محتسب کی آن توڑے گی تمھاری چشم مست
آن اگر دیکھے گا زاہد جان دیگا آن مین

ہونٹھ پر مسی نہین ہے گہن مین ماہِ نو
آپ دھرمی ہین مجھے دین ایک تو بٹان مین

دیر تک چوسا اُسے کس نے دہان زخم مین
اب تک باقی نہین قاتل تری پیکان مین

وقت ہی زندہ کرو عیسی کا مردہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئے جان میری جان مین

دیکھتے ہی مجکو بھڑکے اس قدر ایمان کیون
آج کیا پھونکا شریرون نے تمھارے کان مین

سنبل سے کہا قصۂ گیسوے پریشان
کس پیچ سے کاٹی شب دیجور چمن مین

بیہوش ہوا کبک لگا ٹھوکرین کھانے
چلنے کا چلا اُس کے جو مذکور چمن مین

بیوجہ نہین آج چکا چوند گلون کو
چمکا کسی رخسار کا ہی نور چمن مین

کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین ہر اک گل
بے تیرے گیا جب ترا رنجور چمن مین

۸۴	اک گل کی حضوری مین **وقار** آج مقرر یہ شعر ہین پڑھنے مجھے منظور چمن مین	۶

ٹکرائے گی نہ آہ مری آسمان مین
یہ تیر وہ نہین کہ کرے گھر کمان مین

کرنے ہین آج عرض مجھے نالۂ حزین
ای کاش لکنت آئے نہ میری زبان مین

دنیا ہی فرض ہر دہنِ زخم کا جواب
قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین

رتبہ کبھی کسی کا گھٹاتے نہین ہین ہم
ذرے ہین آفتاب ہمارے گمان مین

سینہ مین تیر ہو کسی بوٹے سے قد کی یاد
پودھا ہو ہان نیا کوئی تیرے مکان مین

۸۵	ہی ذوالفقار بہر عدو ای **وقار** وہ موزون ہوئی ہی بیت جو ابرُو کی شان مین	۵

ساقی کی بو بسی ہی ہمارے دماغ مین
ہی موج خیز بادۂ گلگون ایاغ مین

سینہ خیال یار سے مطلع ہی نور کا
عالم ضیاے مہر کا ہی داغ داغ مین

ایسا مین کھو گیا ہون خیالِ حبیب مین
خود دل مرا خراب ہی تیرے سراغ مین

روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کے لیے
تپتی ہی خنجر بران چراغ مین

جاتا ہی اپنے دل سے خیال فغان کہان
جو آشنا ہو ضبط سے وہ ہی زبان کہان

آزاد جو ہین اُن کو ہی قید مکان کہان
مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

مژگان کا خال گوشۂ ابرو کا ہو حریف
آتا ہی زد پہ تیر کے زاغ کمان کہان

خاموش مثل شمع ملی ہی مجھے زبان
پھر آہ آتشین کہان مین خستہ جان کہان

مانا دہن ہی یار کا اک بے پتہ کی بات
نشان کمر جو دیکھیے تو ہی نشان کہان

فرماؤ کس امید پہ تم سے لگاؤن دل
منہ سے نکلتے حرف ہین خاطر نشان کہان

سبزہ نہین ہی گالون پہ قدرت خدا کی ہی
ہوتا ہی آتش گل تر مین دھوان کہان

ہرگز نہ آہ مین قد پُرخم کے ہو اثر
پلہ پہ پھینکیے تیر ملائم کمان کہان

ظاہر ہین اُن کے راز لطافت سے جسم کی
شیشہ مین ہو ہی بادۂ گلگون نہان کہان

میرے عدم پہ ہستی کی ہین بدگمانیان
تیری کمر ہی مجھ سے سوا ناتوان کہان

بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین
ڈھونڈا نہین ہی تجکو مری جان کہان کہان

لایا عدم سے ہستی مین اب اور قصد ہی
لیجائیگا کہان سے مجھے آسمان کہان

منت کش جواب نہو گا مرا سوال
اُن کے دہن نہین ہی تو میرے زبان کہان

۸۳	ہی اس کا نام تلشکری یاد رکھ وقار خال سیہ کہان لب شکر فشان کہان	۷

کھنچ جمین ہین جو آہین شب دیجور چمن مین
ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین

نالہ کا مرے طرز اڑا قمری و بلبل
اللہ رے غزل خوان ہوے مشہور چمن مین

ترا مہربانی کا شیوہ نہین
مرا عاجزی کا طریقہ نہین

یہ نکتہ ہی ہین سادہ رو وہ ابھی
کوئی اُن کے خط مین جو نقطہ نہین

تردد ہی اعمال نامہ کا کیا
مرے ہاتھ کا کچھ نوشتہ نہین

یہ ہی بار حسرت مری نعش مین
اُٹھانے کا یارون کو چارہ نہین

بہت مو شگافی سے یہ حل ہوا
ترے خط رخ کا لفافہ نہین

۸۱
کہے خوب اشعار تو نے وقار
زمین سخن گو شگفتہ نہین
۹

یاد دندان مین یار روتا ہون
گوہر آبدار روتا ہون

نہین کھلتا ہی اس کا تار مجھے
کس لیے بار بار روتا ہون

آٹھ آٹھ آنسوؤن سے دو دو پہر
کس سے ہو کر دوچار روتا ہون

یاد آئے ہین کس کے زلف و عذار
مین جو لیل و نہار روتا ہون

خیر مانگ اپنے آشیانے کی
باغ مین ای ہزار روتا ہون

تیغ کھائی ہی جب سے ابرو کی
دیکھ دریا کی دھار روتا ہون

چشم آتی ہی جب تمھاری یاد
پھوٹ کر زار زار روتا ہون

نالہ کرتا ہون یان سے ہٹ ای برق
بھاگ ابر بہار روتا ہون

۸۲
لب و دندان کی یاد ہے جو وقار
اشک گہ گہ شرار روتا ہون
۱۴

جس طرح اطفال رہتی مین دیتی ہین لگا سینک — جم رہی ہی وہ کمر یون دیدۂ خونبار مین
اس قدر تو ہامرا مانے ہوے ہی ہر رقیب — بھوت ہوکر بھی نہ چھپکا کوئی کوے یار مین
آگ بھڑکی سینہ مین تار نفس سے لو اٹھی — جب وہ رشک شمع بیٹھا پہلوے اغیار مین
کیا ملے پھر وصل کی شب جسب خواہش کام دل — شام سے جب ہو سحر بوسہ ہی کی تکرار مین
مین اگر جاؤن وہان ڈر سے سمٹ کر رہ گئی — چھپ ہی جاے مرغ قالین کے ابھی منقار مین

۷۹	حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار کس طرح سے ہو نہ باریکی مرے اشعار مین	۹

شور محشر سے سوا ہی آج گل غل باغ مین — عندلیب زار کا شاید کہ ہی قتل باغ مین
دیکھتے ہی روے رنگین پھٹ گیا گل کا جگر — زلف کی خم دیکھکر گھبرا گیا سنبل باغ مین
گر یہی امسال ہی طغیانی سیل بہار — نکہت نسرین سے باندھا جائیگا پل باغ مین
دیکھکر اس عارض پر نور کی گرمی حسن — آب خجلت سے ہوئی ہی آتش گل باغ مین
ساغر می رشک گل ہی دست رنگین کے طفیل — نغمۂ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین
محفل محبوب مین کیونکر نہون ہم نالہ کش — پاس گل کے چہچہے کرتا ہی بلبل باغ مین
جبکہ لیتا ہی جما ہی وہ بجاتا ہی وہین — بیکلی سے چٹکیان ہر غنچۂ گل باغ مین
کوئی دنیا مین نہین آزاد قید حرص سے — سرو پا یا بے نوا دیا تو گل باغ مین

۸۰	مانتے مجکو نہین ہین ای وقار اہل وطن مرتبہ کا ہی گل تر کے تنزل باغ مین	۶

۷۷	عشق مین گیسو و عارض کے وقار گر حلب مین ہون سے گئے تاتار مین	۷

نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین
چمکا فروغ مہر بگر ماہتاب مین

سودائے زلف یار سے ہون پیچ و تاب مین
بخت سیہ نے مجکو پھنسایا عذاب مین

ساقی و رنگ خوش نہین کار شتاب مین
کیا سوچتا ہی دورۂ جام شراب مین

زمی ہوئی جو اُس شکم صاف کو نصیب
دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نے خواب مین

یہ جسم یار کے ہی سینہ کا رنگ و بو
صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین

رگ رگ مین جسم زار کے نالہ کی کوک ہی
کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین

۷۸	ساقی کے حسن سبز کا یہ فیض ہی وقار ہی رنگ و بوئے بنگ کا جلوہ شراب مین	۱۴۳

تیغ کی برش ہی اُس کے ابروئے خمدار مین
زہر ہی مار سیہ کا زلف عنبر بار مین

تختہ گل داغ حسرت نے بنایا لالہ زار
بے نقاب آیا جو وہ رشک چمن گلزار مین

غرق گرداب پریشانی ہوا مین بیقرار
جب کہ اُلجھین مچھلیان پانی کی خم زلف یار مین

پانی پانی آتش دوزخ ہی جس کے شرم سے
وہ حرارت ہی ہماری آہ آتشبار مین

تو جواب کرنے لگا اٹکھیلیون سے پائمال
کیا جلانے کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین

کیا تعجب ہی اُڑین گر اشک سے چنگاریان
ہی خیال شعلۂ رخسار چشم زار مین

بال وہ بھیگے ہوئے آئے جو منہ پر وقت غسل
کیسی کیسی برق چمکی ابروئے خمدار مین

وہ کرم شبچراغ کے دھوکے مین پکڑینگے	مین سوزنامہ باندھ دون بال حمام مین
دل پر سیون سے یارون کے سب غم غلط ہوا	صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین
آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر	شہباز آج آہی گیا پا بدام مین
ساقی گل گلاب ہی جس می کا نام وہ	دے خیر میکدہ کی گل ترکے جام مین
موزون ہوا ہی وصف دہن کا کمر کے ساتھ	عنقا کے ساتھ رخ بھی پھنسا میرے دام مین

۷۶ — یہ روشنی طبع کا ہی فیض اے وقار
حیران ہون مثل آئنہ اپنے مقام مین — ۱۱

پھنس گیا دل زلف عنبر بار مین	اہل ایمان گھر گیا کفار مین
کھتی ہی خلخال پا سے یار مین	حشر کرتے ہو بپا رفتار مین
دل کو چھل کر صاف جاتا ہی نگر	چھل بھرے ہین کیا بت عیار مین
جب چلے تم یہ مثل ٹھہری غلط	کبک کا ثانی نہین رفتار مین
مین نے دیکھا آپ کڑوے ہوگئے	زہر گھولا شربت دیدار مین
کنگھی آہستہ کروا ی جان من	دل پھنسے ہین زلف عنبر بار مین
تشنہ لب دی جان کشتون نے ترے	کچھ نہ تھا خنجر کے پانی دھار مین
تاب عارض سے زمانہ جل گیا	کیا ہی اب تمییز نور و نار مین
حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا	ہے زمرد سا وہان مار مین
فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے	بو گل ترکی نہ ہوگی خار مین

تار برقی پہ تصور کی خبر آتی ہی — گو خبر اپنی نہین اُس کی خبر رکھتے ہین
کام آتی نہین اپنے کبھی عزت اپنی — آبرو کینے کو مانند گہر رکھتے ہین

۷۴ | عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت
پانون کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین | ۹

کس دن مری کنار مین وہ سیمبر نہین — فضل خدا سے کب مری مٹھی مین زر نہین
ظاہر مین ظلم و جور کا اُس کے اثر نہین — بے حلیہ یہ کمان ہی تیرون مین پر نہین
لگتی بھلی ہی یار تمھاری بُری بھی بات — آتی ہنسی کب آپ کی دشنام پر نہین
کیون دھن ہو سیر بحر کی کیون ہو ہوائے ابر — لب خشک یان نہین ہین کہ یان چشم تر نہین
کس دن نہین ہی نامہ و پیغام تا بشام — کس رات انتظار ترا تا سحر نہین
اے حسرت وصال تری عمر ہو دراز — یہ وہ شب فراق ہی جس کی سحر نہین
کس روز سوز عشق سے جلتا نہین ہی مہر — کس شب چکور چاند سے منھ پر قمر نہین
ہان کی بھی جا نہین ہی نہین اب نہ مانون گا — ہی حرف بار گیر تمھارا اگر نہین

۷۵ | روکا وقار اُس کو جو مین نے تو یہ کہا
کیون ہم کسی کے گھر رہین کیا اپنا گھر نہین | ۹

دشمن ہی اعتراض کے کیون انتظام مین — ہرگز نہ عنکبوت کے باز آئے دام مین
ساقی نہین وہ شوخ تو پھر مجکو ایک ہی — تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین
اُس صبح رخ کے ناخن پا کا جواب تھا — ہوتین بلندیان اگر ابروے شام مین

شوخیون سے تری شرارت کی	ہر رگ پ گرمی شرار نہین
تیری الفت نہین لگاوٹ ہے	اس بناوٹ کا اعتبار نہین
برق دم کس کی تجلیان دیکھین	جو مرے ضبط مین قرار نہین

۲۳ آدمی وہ نہین ہیولا ہے
جس کو پاس سخن وقار نہین ۱۵

سیم رکھتے ہین نہ ہم لعل و گہر رکھتے ہین	جود کو تیغ حوادث کا سپر رکھتے ہین
قید ہستی مین عدم کو یہ مگر رکھتے ہین	ظاہری جسم مین پوشیدہ کمر رکھتے ہین
جس کو یہ دیکھتے ہین اپنا ہی کر رکھتے ہین	آنکھ کے ڈورون مین جادو کا اثر رکھتے ہین
لعل تھیلی مین نہ در جیب مین گہر رکھتے ہین	اشک تر رکھتے ہین یا لخت جگر رکھتے ہین
پختہ کارون کا مقولہ ہے جو ہین عشق مین خام	آڑ مین ڈر کے وہ اپنے کو مگر رکھتے ہین
بھول کر بھی نہ کیا تو نے کبھی یاد ہمین	رٹ ترے نام کی ہم آٹھ پہر رکھتے ہین
اور تو پاس نہین رکھتے ہین کچھ اپنے ہم	اک فقط ہاتھ مین الفت کا ہنر رکھتے ہین
مثل گل صرف سے صد چاک ہوا انکا سینہ	جو کہ غنچے کی طرح مٹھی مین زر رکھتے ہین
معتبر بات ہو گیا ان کی کہ غنچہ کی طرح	جب زبان زیر زبان یہ گل تر رکھتے ہین
غیرت روز ہے رخ غیرت شب ہے گیسو	یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتے ہین
ہر زمان قید مکان سے ہمین آزادی ہے	نکہت گل کی روش دوش پہ گھر رکھتے ہین
چاک سینہ سے ہوا گل کے یہ نکتہ معلوم	نالۂ زار بھی بلبل کے اثر رکھتے ہین

یان کس کو ہی شاعری کا دعوی	کہتا ہین نہین لکھا پڑھا ہون
فرقت مین کسی پری کے دن رات	دیوانے کی طرح بک رہا ہون
مانند حباب گھر بنا کر	ق اک دم مین بگاڑ ڈالتا ہون
ہی نام اسی کا نفی و اثبات	موجود کبھی کبھی فنا ہون
۷۱	جو یاد رہے وقار اشعار مین دل سے اُنھین بُھلا رہا ہون ۹
وہ گالی دیتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین	مثل ہی آن پہ جیتے ہین نباہ کرتے ہین
بڑھی یہ ضعف کی قوت گھٹے جو عمر کے دن	اُٹھے تو ہاے جو بیٹھے تو آہ کرتے ہین
چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست	جدھر یہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتے ہین
فقط سرشک سے ہی قدر دیدۂ عشاق	جو چاہ خشک ہو کب اُسکی چاہ کرتے ہین
ضعیف کو وہ قوی سے سمجھتے ہین بالا	جو کاہ کوہ پر بنیا نگاہ کرتے ہین
بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرۂ اشک	جو یاد گریہ مین چشم سیاہ کرتے ہین
نرکھو عارض رنگین پہ سبزۂ خط کو	چمن سے دور سب اپنے گیاہ کرتے ہین
تمھاری تیغ کا ہم اب تازہ چاہتے ہین	نہ اب چاہ زنخدان کی ہم چاہ کرتے ہین
۷۲	وقار حسن کو ہی لاگ ڈانٹ عشق کے ساتھ ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین ۵
کون ہی جس کو عشق یار نہین	کس کے سر پر اجل سوار نہین

پہن کر ہم قبائے عریانی — پیرہن مین نہین سماتے ہین
دل لگانے کی یہ سزا پائی — آپ ہنس کر ہمین رُلاتے ہین
باندھنے کو گلے ہزارون کے — طوق منت کے وہ بڑھاتے ہین
تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان — تیرے سر پر سے ہم اُڑاتے ہین
اک گل تر کی یاد مین نالے — آگ گلزار مین لگاتے ہین
نالۂ گرم و سرد شمع مزار — گہ جلاتے ہین گہ بجھاتے ہین
خط جو اُس گل کو بھیجتے ہین ہم — رات بھر پھولون مین بساتے ہین

۷ — ۱۲

اب نہ کھینچو وقار نالۂ سرد
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین

کس شکل نہ حیرت آشنا ہون — اک آئنہ رو کا مبتلا ہون
مین دشمن جان سمجھ رہا ہون — دھوکا یہ نہ دے کہ آشنا ہون
کس منہ سے کہون کہ آشنا ہون — ناچیز غلام آپ کا ہون
اُٹھنے کا نہین غبار میرا — نظرون سے کسی کے مین گرا ہون
خوش آئے نہ کس طرح سے غزلت — اک پردہ نشین کا مبتلا ہون
برسون ہین سپہر نے رُلایا — بھولے سے کبھی اگر ہنسا ہون
فرصت نہین آہ آتشین سے — گلخن کی مین خاک سے بنا ہون
کس طرح نبھے بتون سے یارب — مکار وہ ہین مین بیریا ہون

نقاب اُس نے رخِ تابان سے جسدم وہ اُلٹے ہین
سمجھکر شمعِ دشمن منہ کو پروانے لپٹے ہین

تکلف برطرف ای جانِ عالم اب یہ زیبا ہی
حیا کو تم سمجھ لو اور خرد سے ہم نپٹتے ہین

نہین معلوم سر پر کس کے یہ نازل بلا ہوگی
کبھی کرتے ہین کنگھی اور کبھی بالونکو بٹتے ہین

بیان کیا کیجیے اُن کے شبِ گیسو کی تاریکی
کڑی کرتے ہو جسکے جگر شانونکے پھٹتے ہین

وصال و ہجر مین اُس غیرتِ خورشید کے دن رات
مہِ نو کی روش بڑھتے ہین شکلِ بدر گھٹتے ہین

۶۸
وقار ازبسکہ ہین خوش ربطِ مضمونِ وصلِ جانان کے
ورق دیوان کے وصلی کی طرح باہم چمٹتے ہین
۵

چشم بد دور وہ ہین آپ کی خوشتر آنکھین
کسی محبوب کی اُنسے نہین بڑھکر آنکھین

لطف فرمائے گا یہ توتیا خاکِ پا کا
ای صنم ہین ترے عاشق کی مکدر آنکھین

آنکھ پھوٹے جو کسی کی بھی طرف دیکھا ہو
سرمۂ بے فائدہ کین آپ نے روکر آنکھین

کہکشان مانگ ہی رخ مہر ہلال ابرو ہی
خال مریخ جبین بدر ہے اختر آنکھین

۶۹
گوشِ گُل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہے وقار
رشکِ شمشاد ہی قد نرگسِ عبہر آنکھین
۱۲

دل ہمارا صنم ستاتے ہین
سخت کافر ہین کعبہ ڈھاتے ہین

شعلہ خو دل مرا جلاتے ہین
آتشِ مہر کو بجھاتے ہین

وہ کڑے سے کڑا بجاتے ہین
فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین

دیکھکر توڑ اُن کے تیرون کا
ہم بھی نالے کو آزماتے ہین

غیر سے ہنس کر رلاتے ہو ہمین
قہر کرتے ہو ستم ڈھاتے ہو تم

خرمن ہستی کے پھر پیچھے پڑے
بجلیان پھر آج چمکاتے ہو تم

سرمہ ہو جاتے ہین پس پس کر گہر
جب چمک دندان کی دکھلاتے ہو تم

۶۶ بات آہستہ بھی گر کہیے وقار
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم ۱۰

جب شب ہجران مین سو جاتے ہین ہم
لے کے اُن کا نام بر آتے ہین ہم

اپنے نازک دل سے دب جاتے ہین ہم
ورنہ خاطر مین کسے لاتے ہین ہم

دل کے دم پر جبکہ چڑھ جاتے ہین ہم
پھر جو کہتا ہے بجا لاتے ہین ہم

پھول سے عارض کی ہے دل مین ہوا
پھر ہوا گلزار کی کھاتے ہین ہم

دیکھتے ہین جب کبھی کنڈی چڑھی
در سے اُس کے سر کو ٹکراتے ہین ہم

خاکساری سے رہ احباب مین
نقش پا کی طرح مٹ جاتے ہین ہم

لے اُڑی ہے زلف پیچان کی ہوا
سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم

دیکھکر اُس گل کو بوے غنچہ سان
اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم

جانتے ہین وہ نہ آئے گا مگر
رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

۶۷ پاس سے جاتا ہے جب وہ اے وقار
ہوش مین پھر وں نہین آتے ہین ہم ۹

ردیف نون

کس کو ہین درماندگان خلق کی غمخواریان
کہدیا ہم نے ہوا خواہی سے تم مختار ہو
گنگ سوسن داغ بردل لالہ نرگس چشم بند

قبر پر لاتا نہین کوئی کبھی مفلس کے پھول
جان جاین لیتے نہین ہین ہاتھ سے حسرت کے پھول
تیرے آگے اب جماتین رنگ اپنا کس کے پھول

۶۵
پھول اُس گل نے لیا جب ہاتھ سے اے وقار
مر گئے اعدا مگر تھے اُن کے حق مین بس کے پھول
۱۵

ردیف میم

باغ مین جب سیر کو جاتے ہو تم
غیر کو خط مجھ سے لکھواتے ہو تم
درد و غم ہوتے ہین اکثر ہمنشین
آج کو چھپتے ہو مجھ سے چھپ رہو
تم یہان آؤ نہ ہم جائین وہان
جسم و جان کی گلجھڑی اچھی نہین
جور کرنے کی نہین میری وفا
آج پھر گوندھی ہی جعد عنبرین
دیکھنا ہے کب تلک مثل نظر
بخت ہو تقدیر ہو جو پھر گئے
ہی عوض جلوت کے خلوت مین حیا

بلبل و قمری کو لڑواتے ہو تم
نقش میرا مجھ سے مٹواتے ہو تم
میرے پہلو سے جو اُٹھ جاتے ہو تم
حشر کو دیکھون کہان جاتے ہو تم
پھر یہ کیا غمزہ کہ دھمکاتے ہو تم
وصل مین بھی یار شرماتے ہو تم
قتل کے کیون بعد پچھتاتے ہو تم
دل کو پھر گیسو مین الجھاتے ہو تم
چھپ کر آنکھون سے گزر جاتے ہو تم
موت ہو جو یان نہین آتے ہو تم
دل مرا پردے مین تڑپاتے ہو تم

کہتے ہو آنے کو کل صبح کو آؤ گے ضرور	آج جینے کی علامت نہین میری شب تک
سیب سونگھا ہوا افعی کا بُرا ہوتا ہی	زلف آنے نہ دو ای جان جہان غبغب تک
اگر جلا دے مرے مردے کو تو عیسی کیطرح	شہرہ ہو جاے ابھی شرق سے لے مغرب تک
ایک دن زیر کرونگا مین زبردستی سے	پیش نہ جائیگا ترا یار بہانہ کب تک
جبکہ تہذیب سے سگ کو بھی ادب کہتا نہین	نسبت غیر بھلا تو مرے آتا لب تک

۶۳	ایک دو شعر بھی ہر روز جو ہم کہتے **وقار** کئی دیوان چھپے ہوتے ہمارے اب تک	۵

ردیف کاف فارسی

جسم اُسکا ہی صفائی مین صنع خدا کا رنگ	کس طرح دست و پا پہ جمے گا حنا کا رنگ
اپنے ہی موے جسم پہ دھوکا ہی سانپ کا	آنکھون مین چھا رہا ہی جو زلف دوتا کا رنگ
ہی دل مین آشیانہ یہان سے اُٹھایئے	بگڑا ہی باغ دہر کی اب تو ہوا کا رنگ
سر اپنا اپنے ہاتھ سے کاٹا زمانے نے	لایا گلال ابرو پر اُن کے بلا کا رنگ

۶۴	نقشہ مرا جو باغ سخن مین جما **وقار** اُکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ	۶

ردیف لام

مین نہین کہتا چڑھاؤ قبر پر نرگس کے پھول	لیکن اپنے ہاتھ سے تم چاہو سب جس کے پھول
عکس پڑ جائے اگر تیرے سنہرے رنگ کا	پھول سونے کے بنین جو ہین سر مین مس کے پھول

۶۰	ہم سے کر سکتے نہیں کوئی پری پیکر دماغ	۵

ردیف فا

میل دل کا جو ہوا اُس قد بالا کی طرف	آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی طوبیٰ کی طرف
ہی یہی لطف کہ صحبت رہے ہمجنسوں میں	ہم ہوں یوسف کی طرف تم ہو زلیخا کی طرف
چھوڑ کر الفت رخ زلف سے سودا کیجے	دل میں ہی جایئے کعبہ سے کلیسا کی طرف
شہر میں جی نہیں لگتا ہی اب او وحشت دل	کھینچکر تو مجھے لے چل کسی صحرا کی طرف

۶۱	کاوش اس مرتبہ ہی خار بیابان کو وقار گرم پڑتی ہی نظر آبلۂ پا کی طرف	۵

ردیف قاف

ہم تو کرنے کے نہیں سبحہ و زنار میں فرق	اک ذرا سا بھی تو دونوں کے نہیں تار میں فرق
کار فرما کی وہ محتاج یہ خود کار گزار	اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار میں فرق
کس طرح یار تجھے دوں میں پری سے تشبیہ	ہی بہت سے بھی بہت نور میں اور نار میں فرق
کیوں سمجھتا وہ رقیبوں کے برابر مجھکو	کچھ بھی آتا جو نظر اسکو گل و خار میں فرق

۶۲	اس قدر طرز یہ اُستاد کے کر مشق وقار نام کو ہی رہے شاگردی کا اشعار میں فرق	۷

ردیف کاف

لب بھی آنے نہیں دیتا ہی وہ کافر لب تک	پہونچا ہو گیا معلوم مجھے مطلب تک

مین چھوٹے منہ سے کہون کیا بڑائی خالق کی — ہو وہ سن سکے مرے غم کی داستان محظوظ
یہان ہی رنج معیشت وہان ہی درد گناہ — نہ کوئی شاد یہان ہی نہ ہی وہان محظوظ

۵۸ ترے کرم سے ہزارون وقار ہین شادان
تو رہو فضل الٰہی سے جاودان محظوظ ۵

ردیف عین مہملہ

روشن بھی میری قبر پہ گر ہون ہزار شمع — بخت سیاہ گُل کرے گُل ایک بار شمع
جلنا تھا جو نصیب مین مرنے کے بعد بھی — چربی سے میرے ڈھالتے ہین غمگسار شمع
ہرگز نہ پائے گی ترے رخ کی سی روشنی — لیکر چراغ خلق مین ڈھونڈھے ہزار شمع
کیا ہو کسی حسین کو ترے روبرو فروغ — سورج کے آگے جلتی نہین زینہار شمع

۵۹ دو پھول بھی وقار چڑھائے نہ ایک بار
پھر لائے خاک قبر پہ وہ گلعذار شمع ۵

ردیف غین منقوطہ

بادۂ الفت نے ساقی کے کیا ہی تر دماغ — کیون نہو مجھ رند کا عرش معلیٰ پر دماغ
پتی پتی پر ہی جلوہ گلشن فردوس کا — باغبان کا موسم گل مین ملے کیونکر دماغ
ہم نہ کہتے تھے بھرا ہی سیل گل کے کان مین — شور سے خالی نہ کر ای بلبل مضطر دماغ
سرکشی کرتے ہین مثل نخل بے بر خشک سوت — گاو ریش اکثر ہوے نوکیسگی سے خر دماغ

زور زر ہی فضل رب ہی ساتھ اپنے ای وقار

۵۶	شکر خالق کے مین کرون سجدے ای وقار اُن کا آج آیا خط	۹

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط	ہی لکھا دست کبریا کا خط
ہوگیا دیکھکر مجھے سودا	اُس پری کا تھا کس بلا کا خط
بولے پڑھکر لفافہ کو میرے	یہ نہین میرے آشنا کا خط
لاجوردی ہی صاد پر ہالہ	چشم مین کب ہی توتیا کا خط
مانگ گر خط استوا ہے تری	مہ و خورشید کفش پا کا خط
سخت کافر ہی وہ بت عیار	نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط
عجز و منت کو پڑھ کے بولے وہ	نہین آتا ہی خوش ریا کا خط
وہ مٹاتے نہین خط عارض	ہین مٹاتے مگر خدا کا خط

۵۷	کیون تڑپتے ہو تم وقار اُٹھو لو مبارک ہو دلربا کا خط	۷

ردیف ظاے منقوطہ

نہ میزبان ہی یہان خوش نہ میہمان محظوظ	مگر ہی ظلم رسانی سے آسمان محظوظ
شبانہ روز مچاتے ہین غل معاذ اللہ	نہ طوق شاد ہی مجھ سے نہ بیڑیان محظوظ
یہ رچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر	ہوا نہ کھا کے سگ یار ہڈیان محظوظ
ہوا یہ بگڑی ہی اُن روزون ملک معنی کی	نہ نکتہ ور کوئی خوش ہی نہ نکتہ دان محظوظ

۵۴

عاشق ہون جب سے ابروے خمدار پر وقار
رگ رگ گلے کی رکھتی ہی تلوار سے غرض

جو نہون پر ہی تری یار بہار عارض
سایہ چین ابر سیہ زلف رسا کا تیرے
لیل گیسو تری بھائی ہی سیہ بختی کو
خال سرمہ کا نہ پہونچا ئیگا کیا کیا صدمہ
جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ
ماہ مین تیرے جبین کی خنکی کا جلوہ

ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض
طور کی شمع بھی ہی آئنہ دار عارض
طبع روشن کو پسند آیا نہار عارض
دیکھ اے جان جہان رنگ ہی بار عارض
خاک پھر آنکھ ہو موسی کی دو چار عارض
مہر محشر مین ہی کچھ رنگ بخار عارض

معتبر سادہ ورق لکھنے سے ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقار عارض

ردیف طاے مطبقہ

خون قاصد سے گو کہ لکھا خط
کوئی دنیا مین پڑھ نہین سکتا
جب کہ لکھکر زمین پر پھینکا
فقرہ کس کا چلا نہ کوئی لفظ
غیر کے نام کا لکھا تیرا
بار غم کے جو لکھے تھے مضمون

آیا تو ترک بیوفا کا خط
خط تقدیر ہے ہمارا خط
مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط
اُس نے لکھوا کے ایسا بھیجا خط
سر رہ آج ہم نے پایا خط
نامہ بر سے اُٹھا نہ میرا خط

مست یاد چشم ساقی نے کیا — حسبت و جومی کی نہ ساغر کی تلاش

۵۲ — وصف گیسو خط مین لکھا ہی وقار / مجکو ہے کالے کبوتر کی تلاش — ۵

ردیف صاد مہملہ

مین آشنائے آز نہ مین مبتلائے حرص — باندھے ہین توڑ توڑ کے دامن مین پائے حرص

قارون کی مرگ سے یہ معما ہوا ہی حل — جی لے کے جائیگا مرض لا دوائے حرص

موقوف زلف پھانسا کرتے نہین ابھی — کالی بلا کے سر پہ چڑھی ہی بلائے حرص

زاغ کمان کو تیر کا ہرگز نہین ہی سہم — بے کھٹکے چین کرتے ہین نا آشنائے حرص

۵۳ — زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہوگیا / المختصر وقار یہ ہے انتہائے حرص — ۷

ردیف ضاد معجمہ

ہی عاشقون کو وادی پرخار سے غرض — ہرگز نہین ہی خلد کے گلزار سے غرض

وحشت پسند کو رہے مطلب ہی دشت سے — رکھتا ہی گھر سے کام نہ بازار سے غرض

بے کھٹکے آؤ جاؤ اندھیرے اُجالے مین — کیا غیر کی ہی آپ کو گفتار سے غرض

زنار و سبحہ کو مین سمجھتا ہون ہیچ و پوچ — اٹکی نہین ہی کافر و دیندار سے غرض

سنبل پر آنکھ پڑتی نہین ہی نہ سرو پر — ہی تیرے قد و کاکل خمدار سے غرض

مسجد الگ بنائین گے ہم ڈیڑھ اینٹ کی — رکھین گے یار اپنے سر و کار سے غرض

۵ | مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت
ابروہی وقار اُس کی مگر تیغ سر انداز | ۵

ردیف سین مہملہ

پھٹ پڑی ہی بہار اب کی برس | مست ہین بادہ خوار اب کی برس
ہی بلا کی طرح خیال زلف | میرے سر پر سوار اب کی برس
برق سمجھے رہے کہ ہی خود سر | نائرہ شعلہ بار اب کی برس
آتے ہین بیڑیان بنانے کو | چار سو سے لوہار اب کی برس

۵۱ | اس کا ہوگا فسانہ اگلے سال
یہ جو کچھ ہی وقار اب کی برس | ۹

ردیف شین معجمہ

درد کو کیسر مرے سر کی تلاش | اور سر کو ہی تو پتھر کی تلاش
حسبت وجو مجکو شراب ناب کی | شیخ کو ہی آب کوثر کی تلاش
بس ہی اک تیر تراز و آپ کا | طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش
یاد مژگان مین چھری کی جستجو | یاد ابرو مین ہے خنجر کی تلاش
خاک کوے یار پر دل لوٹ ہی | کون ہی جس کو ہی بستر کی تلاش
جز کفن پایا فرشتون نے نہ خاک | گو بہت کی جسم لاغر کی تلاش
کوچۂ جانان مین دل پہونچائے گا | ہم نہین کرنے لگے رہبر کی تلاش

گر گلے سے بلے شمشیر تری ای قاتل
دل بیتاب بھی آنکھوں سے اٹھالے خنجر
رگ و پے جسم کی میرے کوئی باقی نہ رہے
دل کے اچھی طرح تو توڑے چھالے خنجر

۴۸
آسمان کو یہ ہی سند قتل اگر چاہون وقار
دست قاتل مین منہین روئی کے گالے خنجر
۵

ردیف راے ہندی

ای ترک روز روز کا جھوٹا بہانہ چھوڑ
ورنہ مرے گلے کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ
گلچین کے ساتھ ساتھ ہی صیاد بلبلو
بگڑی ہوئی باغ ہی وہ آشیانہ چھوڑ
قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھے آئیگا
چکی کی طرح دے تو کوئی فکر دانہ چھوڑ
قارون تو لے گیا مگر اس عہد کے بخیل
جائین گے اپنا اپنا یہین سب خزانہ چھوڑ

۴۹
یہ اچھی شکل والے برے ہین نہ ہل وقار
مختار تو ہی کہ چکے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ
۶

ردیف زاے معجمہ

ایجاد کیے اس نے وہ انداز پر انداز
استاد بھی فتنہ کا ہوا شاگرد ہر انداز
رخنہ سے در انداز کے ہین روزن در بند
گھر کی خبر اب تک نہین او خانہ بر انداز
پھونکا ہی مجھے گرمی رفتار نے کس کی
جو چلنے مین میرا ہی برنگ شرر انداز
سو بار چڑھے چرخ پہ ہاروتی سے زہرہ
تیرا سا نہ پائے گی کبھی فتنہ گر انداز
تاکا تری مژگان نے جسے دور سے مارا
ایسا نظر آتا نہین کوئی قدر انداز

نہ پائی آبداری بوند بھر بھی دُرِ غلطان نے	مگر غصہ سے کرکر دانت پیسے اُس کے دندان پر
انھین کیا فکر میرے داغہای دل کے مرہم کی	چڑھاتا چادر گل کون ہی گورِ غریبان پر

۴۶
وقار اصلاح میرے حال کی تسلیم کرتے ہین
سدا اچھا یار ہا ابر سیہ میرے گلستان پر

دوڑتا ہی دل مرا یون موے زلف یار پر	جسطرح چڑھتا ہی نٹ بندیا کے تار پر
جلوۂ تعویذون کا یون ہی زلف عنبر بار پر	طائرون کا غول اُڑتا جسطرح ہو مار پر
وقت گریہ چاہیے رومال مژگان پر مرے	ڈالتے ہین پرچھتی برسات مین دیوار پر
یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمھاری زلف کا	کاٹتے ہی چھالا پڑ جائے زبان مار پر
پنکھڑی اک اک بکھیرے مار کر ہر عندلیب	لاف ہرنگی جو مارے گل ترے رخسار پر
نشست پر آئینہ کے تصویر طوطی دیکھ کر	سبزہ کا کھایا ہی دھوکا یار کے رخسار پر
دیکھ کر وہ گورے گورے سینہ پر بھٹنی سیاہ	ہنس کے کہتے ہین کھلا سوسن کا غنچہ نار پر

۴۷
کون ہی جس نے مرا لوہا نہین مانا وقار
سر مین کاٹون گا کسی کے خنجر خونخوار پر

آج بیٹھے ہین وہ پہلو مین سنبھالے خنجر	حیف ہی دل کے نہ ارمان نکالے خنجر
ہاتھ مین رہتا ہی ہر وقت جو اُس گلرو کے	دیکھیے اور نہ کچھ شاخ نکالے خنجر
بل بے جوش ہوس اللہ ری اُلفت کا شوق	چاہتا دل ہی کہ سینے مین چھپالے خنجر
خوف کیا ہی نظر ابرو و مژگان کا ترے	ہم تو کھایا کیے ہین برچھیان بھالے خنجر

ای جان ہم ہون گور کنارے پلنگ پر
تن تن کے غیر بیٹھین تمہارے پلنگ پر

بیٹھا بھی پاس وہ تو سمٹے ہوئے بدن
لیٹا نہ کھل کے شرم کے مارے پلنگ پر

دامن مین لاغری کے چھپا تھا ملا نہ مین
ہر چند ڈھونڈھا مرگ نے سارے پلنگ پر

اس نے کہا کہ آج یہین سو رہو کہ بس
کیا گون ہی ہم جو سوئین تمہارے پلنگ پر

گردش مین ہین یہ تیرے ستارے کہ آپ کے
افشان کے ذرے اُڑتے ہین ہمارے پلنگ پر

گر تم نہین ہو پاس تو ای مایۂ حیات
پھبتی جنازے کی ہی ہمارے پلنگ پر

اک حوض چشم مین نہین پانی کمر کمر
کب چھوٹے نہین ہین ہزارے پلنگ پر

اُڑتے وہان پلنگ پر افشان کے ذرے ہین
آہون کے ہین یہان بھی شرارے پلنگ پر

رہتی ہی ضد یار کہ رہتی ہی اپنی ہٹ
ہوتے ہین آج وارے نیارے پلنگ پر

۴۵ — کس دن نگاہ دامن گلچین نہین **وقار**
کس شب نہین ہین رخ کے نظارے پلنگ پر — ۹

لب رنگین کی باتین ہین بجا لعل بدخشان پر
حنائی دست کی ہی دست بُرد مرجان پر

جبین سے چھٹ کے افشان جب گری رخسار جانان پر
کہی دہاوے کی پھبتی جگنوؤن کی مہر تابان پر

تمہارے قید گیسو سے ہوئے پر بھی نچھوٹے ہم
بسیرا طائر جان نے قفس کیا دیوار زندان پر

رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب ڈھونڈھا
نظر پہنچی مہ نو سنبلہ خورشید کیوان پر

نہ سمجھا زندہ و مردہ مین اصلا فرق عزرائیل
نوازش اس قدر کی ناتوانی نے مری جان پر

یقین ہی فتنہ رفتہ شہر بس جائیگا ای صاحب
کمر سوائیون نے خط کے باندھی ہی بیابان پر

لعل پیکانی نہین لیتے ہین وہ کوڑی کے مول / خون عاشق سے ہوئی یہ اُن کے پیکان کی بہار
عشق پہچان کے کھلائے پھول آب تیغ نے / کب رگون پر جسم کے ہی زخم خندان کی بہار

۴۳
وہ گل مضمون کھلے ہین وصف مین اک حور کے
باغ جنت سے **وقار** افزون ہی دیوان کی بہار
"

جبکہ گھونسا سا لگا چھاتی پہ جوڑا دیکھکر / کیا سمیٹون گا مین اُن بالون کو بکھرا دیکھکر
ختم ہی عالم فریبی حسن پر تیرے صنم / گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر
میرے ہوتے غیر کو گردن نہ مارو جانمن / حرف الفت ہی سمجھے اپنا پرایا دیکھکر
توڑتا تھا دم کوئی پائون کی کوئی بیڑیان / سیمبر کے ہاتھ مین سونے کا توڑا دیکھکر
بیت موزون مین نے لکھی ابرون کی یاد مین / مصرع برجستہ سوجھا قد بالا دیکھکر
دل کو پھر ہی جنس الفت کی خریداری کا شوق / حسن کو آفت گری مین کار فرما دیکھکر
موتیون گوندھی وہ چوٹی کہکشان لو آ یاد دے / یاد جھومر ہو مجھے عقد ثریا دیکھکر
تھرتھرائی شمع ساق روے جانان کے حضور / غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر
کیا نئی سوجھی ہی پھبتی آگ پر سیماب کی / عارض گلرنگ پر اُس کے پسینا دیکھکر
گہ شب فرقت کا غم گاہے نشاط روز وصل / عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر

۴۴
رہ گیا پاس ادب سے اُٹھ کے ہاتھ اپنا **وقار**
ورنہ تھا کچھ ارادہ دل مین اُس کو تنہا دیکھکر
"

آیا جو رات یار ہمارے پلنگ پر / تا صبح موے زلف سنوارے پلنگ پر

یہ اک چھاؤں ہی چلتی پھرتی ہوئی — پھر اس دولت حسن پر کیا گھمنڈ
ترا زلف و گیسو پر غرا غلط — ترا چشم و عارض پہ بیجا گھمنڈ
سمجھ حسن عارض کو تو عارضی — نہ کر عارضی پر خدارا گھمنڈ

۱۴	تکبر خدا کو ہے لائق **وقار** اُسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ	۵

ردیف ذال معجمہ

برائے نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ — نہ دیکھے ایسے کہ جیسے ہیں یار کے تعویذ
پس وفات بھی آفت ہی کچھ نہ کچھ تہ خاک — کھلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ
چمک نے عقد ثریا کی یاد دلوائی — شب الم میں ثریا نثار کے تعویذ
پلایا دھو کے نہ تعویذ اُس کی ہیکل کا — تپ فراق میں گھولے بخار کے تعویذ

۴۲	یہ خوب نقش ہے اغیار دیار کے دل پر کہ دونوں چلتے ہوئے ہیں **وقار** کے تعویذ	۷

ردیف رائے مہملہ

غیرت گلزار ہے چاک گریباں کی بہار — کوچۂ زخم جگر میں ہے خیاباں کی بہار
تیغ میرے قتل کو موج تبسم بن گئی — چاک دل کو کر گئی لب ہائے خنداں کی بہار
غنچہ و گل سنبل و ریحان پہ لاتی ہے بہار — عارض و خط و دہان و زلف پیچاں کی بہار
شمع کا ہوتا نہیں فانوس میں شعلہ نہاں — کس طرح زائل ہو خط روئے تاباں کی بہار

۱۲	وقار اس مین تڑپ دل کی لکھی ہی نہین ہی خط مگر ہی مرغ پر بند	۳۹

اس وجہ سے ہوا دہن دستان پسند — ہوان نام بے نشانی کا ہی لامکان پسند

عاشق پسند تو ہی ستمگر آسمان پسند — سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی ایک جان جہان پسند

یکرنگی کو نہین ہی مرے آئین آن پسند — ہی خار و گل پسند بہار و خزان پسند

سودا اسے زلف یار نے کافر کیا مجھے — سارے جہان سے ہی مجھے ہندوستان پسند

ناز اس کا ہی چلن تو نیاز اپنا ہی طریق — وہ ہی وہان پسند تو یہ ہے یہان پسند

داخل کرون نہ کیسے انھون مین آپ کو — کیون وہ کمر پسند ہی کیون وہ دہان پسند

سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی — واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند

چاٹا نہ خون حیات مین خنجر نے یار کے — سگ نے بھی بعد مرگ نہ کین ہڈیان پسند

ہر وقت پیش یار مرا بول بالا ہے — نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند

کرتا ہی آسمان نئی چالون سے پائمال — آتی نہین ہین ہم کو یہ اٹکھیلیان پسند

شوخی و ناز و عشوہ و غمزہ کا ذکر کیا — جھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۵	اب شاعران حال مین اس شوخ کو وقار میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند	۴۰

ردیف دال ہندی

نہین اپنی صورت پہ اتنا گھمنڈ — خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

۴۷

چمن دہر مین ہم کون رسا مجھ سے وقار
دی دماغون مین گل اندامون نے جا بو کی طرح

۵

ردیف خاء

روتے سے کیون نہو مژۂ اشکبار سُرخ
ہوتی ہی بیشتر رگ ابر بہار سُرخ

ہیمو گرے گا رتبہ سے چھڑ کو نہ تم گلال
مارسیہ زیادہ نہو زہر وار سُرخ

رویا جو یاد کرکے ترے رخ کو دشت مین
گل سے بھی بڑھ کے ہوگیا ہر یک خار سُرخ

سُرخی چشم دوست در رخ و لب یار کے
تولا جو گل کا رنگ تو کم نکلا چار سُرخ

۴۸

نیرنگیان وقار یہ ہین حسن و عشق کی
چہرہ ہمارا زرد ہی اور روے یار سُرخ

۸

ردیف دال مہملہ

خیال یار مین ہی چشم تر بند
نگر ہی چاہ مین یوسف نظر بند

بلا ہی خال روے یار گیو نگر
نہ رکھون زاغ کے آگے جگر بند

نہین سنتا ہی وہ نالے ہمارے
دعا کا ہوگیا باب اثر بند

ہوا مکتوب جب اُس کو نکھا خط
ہزارون ہم نے جوڑے بند پر بند

جو ہوگا بند در پھاندون گا دیوار
ترا گھر ہی نہین ہی حصن در بند

یہ کیا اسرار ہی کہتا ہی قاصد
لفافہ بیشتر لکھنے سے کر بند

مچا غل ہی یہ پچھلے سے شب وصل
زبان کرتا نہین مرغ سحر بند

مجال آئنے کی جو ہو روبرو
لنڈھے ساغر عمر گردن ڈھلے
لکھا زلف کو روز عارض کو شب
قمر تیرے جالی کا شبکہ تھا شب

چڑھا اُس کے منہ پر نقاب اس طرح
پلا آج ساقی شراب اس طرح
ہوا عقل کا انقلاب اس طرح
ہوا رخ سے روشن نقاب اس طرح

۳۶ کہو آج حضرت سے چل کر وقار
کہ لکھتے ہیں صاحب جواب ایسا طرح ۱۲

ناتوان عشق کمر میں ہی بدن مو کی طرح
رنگ و بو گل میں نہیں ہی ترے عارض کا سا
کیا کسی کاکل مشکین کا بسا ہی جلوہ
ہمسری تجھسے کرے جو سہی بالا ای گل
تیر میں نوک نہیں ہی ترے مژگان کی سی
ای خدا جس لیے کہ اُس حور کا سر گوندھا ہے
باز اگر دیکھے کماندازی چشم قاتل
یار کے چشم سخن گو کی یہ موزونی ہی
تیغ بھی اُن کے منہ پر کبھی رک جاتی ہی
جب میں کرتا ہوں رقم وصف ترے بالوں کا
تول کر باز نظر میں تری چشم خون ریز

یاد گیسو میں پریشان ہوئے گیسو کی طرح
خم و خم سرو میں کب ہی قد دلجو کی طرح
آنکھ جو کھلتی نہیں نافۂ آہو کی طرح
پا بگل اشک سے ہو سرو لب جو کی طرح
تیغ میں بھی خم و برش نہیں ابرو کی طرح
چاک سینہ ہو مگر شانۂ گیسو کی طرح
سہم کر گر پڑے شاہین ترازو کی طرح
ہیں چھیدے دل میں مژہ تیر ترازو کی طرح
سخت دل وہ بھی نہیں آئینے رو کی طرح
سطر پیچیدہ نظر آتی ہی گیسو کی طرح
گر گیا خاک پہ شاہین ترازو کی طرح

تو ہی آفتاب کی داغ جگر مین ہی	ہی صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح
اُس صبح رخ کو شام کے پردے مین دیکھکر	کی اُسطرح زلف کی ہم نے نقاب صبح
موے بدن سفید ہوے چونک آنکھ کھول	اچھا نہین ہی اے دل بیہوش خواب صبح
آئینے مین نہ چوم رُخ پر عرق کا عکس	اے مایۂ حیات ہی ممنوع آب صبح

۳۵

سچ ہی دقار حضرت کشفی کا یہ سخن
چون گل شگفت غنچۂ دل از سحاب صبح

۱۶

کسی کا ہی مجھ پر عتاب اس طرح	خدا کا نہو گا عذاب اس طرح
کبھی ساتھ نالے کے روئین جو ہم	نہ گرجے نہ برسے سحاب اس طرح
ہوا نے تمہارے کیا گرد باد	ہوئی میری مٹی خراب اس طرح
گل تر کا تختہ ہر ایک صفحہ ہو	بھرون وصف رخ سے کتاب اس طرح
تکلف کو تکلیف بس دے چکے	ستم وصل مین ہی حجاب اس طرح
کمر بال سے پتلی بل کھائے گی	نہ دو موے گیسو کو تاب اس طرح
شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم	سر شام سے آیا خواب اس طرح
مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور	کرون اپنے دل کو کباب اس طرح
پڑی چھینٹ خون کی نہ جلاد پر	رہا ضبط مین اضطراب اس طرح
اگر دیکھتا داغ دل کے مرے	چمکتا نہ پھر آفتاب اس طرح
جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار	نہ خوشبو ہو عطر گلاب اس طرح

اُلجھا اگر ہی وہ گلِ تر خارِ خشک سے
ای دلِ شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ

ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہی نصیب مین
بیفائدہ ہی کوئی کرے اب ہزار سوچ

٣٣

خامہ اُٹھایا اور غزل لکھدی ای وقار
ہم کو نہین پسند ہی یہ بار بار سوچ

٨

قشقہ پیشانی پہ تو ای بت بے پیر نہ کھینچ
یک قلم خطِ ستم پر خطِ تقدیر نہ کھینچ

دلِ بیتاب کی تسکین تو ہونے دے ذرا
میرے پہلو سے کماندار ابھی تیر نہ کھینچ

صدمہ ہو پہنچے نہ کلائی کو کہین او قاتل
دستِ نازک ہی ترا زور سے شمشیر نہ کھینچ

آتشِ رشک سے جلجائیگا پروانہ ابھی
بزم مین منھ سے زبانِ شمع کی گلگیر نہ کھینچ

کھینچ گردن مین نہ بیمار کی بھاری زنجیر
نرگسی چشم مین تو سرمہ کی تحریر نہ کھینچ

دور کھنچنا ہی تو عشاق سے کھنچ ای مانی
ورنہ بے چوں چلے اُس شوخ کی تصویر نہ کھینچ

نگہ تیز نہ ہو جب کھنچے ابرو ای ترک
اس کمان مین تو خدا کے لیے یہ تیر نہ کھینچ

٣٤

جل نہ جائین کہین خرگاہِ سماوات وقار
آہ پُرسوز خدارا دمِ تقریر نہ کھینچ

٨

ردیف حاے حطی

ساقی شتاب دے مجھے جامِ شرابِ صبح
گردش مین آگیا قدحِ آفتابِ صبح

ہی تجھسے زندگی مری ای آفتاب رو
خورشید کے وجود سے ہی آب و تابِ صبح

پائے کوئی حسین نہ آگے ترے فروغ
چمکے نہ پیش مہر کبھی ماہتابِ صبح

ردیف ثاے مثلثہ

وصل کا آپ نے پہلے کیا اقرار عبث
بعد اقرار کے ای یار ہی انکار عبث

کیا نہ تھا پھیلنے کو سبزۂ عارض کافی
رکھا زخمون پہ مرے مرہم زنگار عبث

خلق بے موت موئی ابرو و مژگان پہ ترے
ہاتھ مین لی ہی چھری باندھی ہی تلوار عبث

پیشتر پیس چکی چشم کی تیرے گردش
اب مجھے روندتی ہی شوخی رفتار عبث

٢١
کیا پڑی ایسی کسی کو جو سنے کوئی وقار
طوق کا شور عبث بیڑی کی جھنکار عبث
٥

ردیف جیم تازی

جس دن سے صاف مجھ سے ہوا یار کا مزاج
بگڑا ہوا ہی چرخ ستمگار کا مزاج

سرمہ کیا جو ترک مکدر ہوئی وہ چشم
پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج

کاوش طلب جو پائے مرے پا کے آبلے
ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج

ای یار یاد رکھ کہ نہین دل مین تاب ضبط
ہی فرض پوچھنا مجھے اغیار کا مزاج

٢٢
اپنے مزاج خوش کی سناؤ تو یہ تم
پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج
٥

ردیف جیم فارسی

بیکار محض قتل مین تیرا ہی یار سوچ
سر افگنون کو ہو نہ دم کارزار سوچ

نکلے نہ کام رونے سے اب ای دل حزین
ہم نے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

بہار کشتگان ہے قتل گہ مین	کھلا پھولا ہے گلزار قیامت
متاع عدل کی سوداگری ہو	کھلے جس وقت بازار قیامت
وہ ترک آج آئے تو برسوان مین آئے	کہ ہی رفتار رفتار قیامت
ازل سے ہی ملاحت کا ترے عشق	قدیمی ہون نمک خوار قیامت
ہجوم خلق ہی کوچہ مین اُس کے	مگر ہی آج دربار قیامت
تماشا ہے ترے مقتل کا جو دیکھے	کرے منکر بھی اقرار قیامت

وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہے عزادار قیامت

۲۹	ردیف تاے ہندی	۷

سن تمیز سے سوتا ہون ایک ہی کروٹ	دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ
شب فراق یہ دل کے کرب کی کھٹ کھٹ تھی	نہ آئی نیند اُسے تا سحر کسی کروٹ
جو ساتھ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ	نہین ہی شکوہ اگر اُس نے پھیر لی کروٹ
ضعیف غم مین ترے اس قدر ہون بیقوت	ہوا اُدھر کا جدھر میری پھیر دی کروٹ
لپٹ کے سوئے گا وہ خط تو امان کی طرح	مرا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ
مین وہ نہین ہون کہ ہوتے دوان اُسکی ہٹ لی	پھرے جدھر سے سلاؤن اُسے اسی کروٹ

۲۰	وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی نہ رکھو شاہد معنی کو تم اسی کروٹ	۵

۲۷	کوئی جاکر وقار سے کہدے کوچۂ عشق مین نہ جائین آپ		۹

خوش نہین یہ زنانے نکتورے | تاک بھون غیر پہ چڑھائین آپ

کوئی جاکر وقار سے کہدے
کوچۂ عشق مین نہ جائین آپ

ردیف تاے فوقانی

جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات	کہتا ہی کچھ نہ سنتا ہی اپنی پرائی بات
شیرین زبان ہین کتنے وہ فضل الٰہی سے	میٹھی لگی ہر کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات
پس پس کے غم سے خون ہوا گو دل حنا	سرخی پاے یار کی ہرگز نہ پائی بات
اکبار بھی نہ کہہ سکا لکنت کی وجہ سے	سو بار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات
نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ	سب بول چال کی نہین ہم نے سکھائی بات
مین نے کہا کچھ اس سے تو غیرون نے کہہ دیا	کم سن تھا اس سے دل مین نہ اسکے سمائی بات
بے اختیار رونے لگا منھ چھپا کے وہ	مرنے کی میرے بزم مین اسکے جو آئی بات
اُس غنچہ لب کا کچھ یہ دہن تنگ تھا ہی تنگ	سو بات گر کہی ہین تو اک کان آئی بات

۲۸	کوتاہ تھی وقار یہ میری شب وصال بس صبح ہوگئی کوئی ہونے نہ پائی بات	۱۰

عیان قد سے ہین آثار قیامت	سراپا ہین وہ اسرار قیامت
نہین کھلتا نقاب روے دلدار	نہین ڈھتی ہے دیوار قیامت
تمھاری زلف ہے دیوان محشر	تمھارا قد ہی سرکار قیامت

فلک پر چار سو آئین کا غل ہو — ملین میرے جو ہنگام دعا لب
جگہ ملتی نہین حرف طرب کو — غمون سے سینہ و دل ہین لبالب

۲۵ — ۵
وقار اللہ دے آب گہر بھی
جو بخشے ہین صدف کے بے صدا لب

منہ لگاتے ہی ترے ہے جام سے باہر شراب — ہے کم ظرفی کے کھلاتی ہے یہ جوہر شراب
گر نہ پی اے محتسب تو پی مگر یہ تو بتا — ڈھائے گی کیا قلعہ اسلام چلو بھر شراب
ہے تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر ورنہ ہم — پینے جب بیٹھے تو پی اُٹھے گھڑے بھر بھر شراب
جو کہی سے چوکھا ہے ٹھہرا دست ساقی کا مجھے — ورنہ اعلی قسم کی بدتر سے ہے بدتر شراب

ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قندی ہو وقار
مجکو کڑوی نیب کے پتون سے ہے بڑھکر شراب

۲۶ ردیف باے فارسی ۸

رخ سے لٹ زلف کی ہٹائین آپ — تیرہ روزون کی شب گھٹائین آپ
قہر ہے ہم سے منہ چھپائین آپ — ٹھنڈی آہون سے دل جلائین آپ
چاند سا منہ مجھے دکھائین آپ — آگ دل کی مرے بجھائین آپ
ہم بھی جائین گے آج اور جگہ — گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ
ایسے شوشے نہ پیش جائین گے — کوئی فقرہ نیا بنائین آپ
سو رہین یان خدا پہ کرکے نظر — دل مین کچھ اور شک نہ لائین آپ

۲۳	ردیف باے موحدہ	۷

مین شب غم دل و جگر بیتاب	رشک سیماب و برق ہر بیتاب
مضطرب جان ہی مگر بیتاب	ایک مین اور ادھر اُدھر بیتاب
سنگ مین تو نہو شرر بیتاب	میرے سینے مین دل ہی پر بیتاب
مضطرب حال صبح سے تا شام	شام سے دل ہی تا سحر بیتاب
کیا بیان ذکر مرغ بسمل کا	مجھ سے بڑھکر ہی وہ مگر بیتاب
لکھون خط مین جو دل کی بےچینی	مثل بسمل ہو نامہ بر بیتاب

۲۴	مین ہون مضطر وقار بستر پر یا کہ پارہ ہے آگ پر بیتاب	۱۱

ملا لب سے مرے ابتو ذرا لب	کہ آئی جان ہی سینے سے تا لب
نہین ہی یان ہوا سے چشمۂ خضر	تمھارے ہین مجھے آب بقا لب
جدا وہ غیر سے اک روز ہوگا	کہ لازم ہی نفاق روح و قالب
لیے منہ مین ادھر صحت ادھر بھی	اگر ہین یار کے حب الشفا لب
نہوگا سینہ تاب اے یار سینہ	نہ لوٹین گے کبھی لب کا مزا لب
خموشی مین ملا گوہر صدف کو	نہ پایا کچھ ہوے جس وقت وا لب
ابھی مقراض سے پُرزے اُڑا دون	جو ہون حرف غرض سے آشنا لب
نہین ہی چشم خونی کا ترے خوف	مسیح عہد ہین معجز نما لب

یاد آتے ہی ترے ساتھ کا سونا ایجان | ہوکے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا
کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلن | فتنۂ حشر جسے دیکھکر اُلٹا بھاگا

۲۲ خوب تم نے بھی وقار آج بقول اُستاد ۱۴
ہر جگہ ساتھ نئے لطف کے باندھا بھاگا

غم مرا آپ اگر کھائیے گا | ابھی غمخوارون مین کہلائیے گا
یہ نہ امید تھی جب آئیے گا | غیر کو ساتھ لگا لائیے گا
کس نے کی پنجۂ مرجان کی جلا | مہندی ہاتھون پہ نہ ملوائیے گا
یہ نہ ہو وقت نکل جائے کہین | بات رہ جائے گی رہ جائیے گا
دل کو رکھیے گا کف رنگین پر | آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا
رات کے بوسون سے ہین نیلے گال | منھ یہ یارون سے نہ کھوائیے گا
سوز فرقت سے سراپا میرا | شمع کی طرح نہ پگھلائیے گا
مہربان عرض کرون کل کے دن | چاند کی طرح نہ چھپ جائیے گا
گرگرا کھاؤ گے ورنہ صاحب | خاک گلیون مین نہ چھنوائیے گا
مول سے سود ہے پیارا مجکو | اپنا معشوق بھی بلوائیے گا
اب مین کہہ بیٹھون گا اینڈی بینڈی | بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

دل یہ کہتا ہے کہ دیوان وقار
اپنا اب آپ بھی چھپوائیے گا

نقل کرتا تھا مرے رونے کی ہنس ہنس کر وہ شوخ	جب دکھایا آئینہ مین نے تو وہ شرما گیا
درد دل سے گر کراہون مین تو وہ بدخو کہے	ایسا چلاتا ہی کافر مغز میرا کھا گیا

۲۰
رات سنبل زار گیسو مین ہمارا دل وقار
ہوگیا ہم سے جدا قصہ مٹا جھگڑا گیا

جانتا ہون مین خوب حال ترا	تو کہان ہے کدھر خیال ترا
متحرک الف سے ہے تیرا قد	نہین ممکن ہے اتصال ترا
سرو آزاد ای گل تر ہے	سایۂ قد بے مثال ترا
کار فرما ہے تصور سے	ہجر مین بھی رہا وصال ترا
سارے عالم کے نقش ہین تجھ مین	ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا
دل مین کچھ ہے زبان پہ کچھ ہی	حال کے ہی خلاف قال ترا

۲۱
اور محبوب ڈھونڈھ ورنہ وقار
تجکو کھا جائے گا ملال ترا

امتحان جب کیا ہر جانے والا بھاگا	ہان مگر ایک نہ جانباز تمہارا بھاگا
دل نہ تھامے سے تھما اور نہ روکے سے رکا	شب فرقت مین مجھے چھوڑ کے تنہا بھاگا
دل نے کی پہلو تہی لے گیا کروٹ وہ شوخ	ہی یہ سچ اپنا جو کھسکا تو پرایا بھاگا
دیکھا جی بھر کے نہ دل کھول کے آنکھین سینکین	خواب مین بھی جو ملا یار تو ایسا جاگا
ناتوان کیا کوئی جھیلے جو کڑی دھوپ پڑے	آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بھاگا

آنکھ ڈالے نہ کہیں چاہنے والا تیرا — اپنی پہچان سے گزرے ہی شناسا تیرا
کونسا دل ہی کہ جس کو نہین الفت تیری — کونسا سر ہی کہ جس کو نہین سودا تیرا
ہی اگر زلف سیہ شان نزول والیل — سورۂ شمس کی تفسیر ہی چہرا تیرا
ہی قسم تجکو لہو کی مرے مہندی نہ لگا — خود بخود ہی گل روے سبدی پا تیرا
دھوپ چھان گئے ہو وہان فرش کا لوگون کو گمان — جس جگہ عکس پڑے ای گل رعنا تیرا
گل نوخیز ہی تو بلبل بدمست ہون مین — عشق حصہ ہی مرا حسن ہی حصا تیرا
رخ دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے — اور اب تو ہی بتا وصف لکھون کیا تیرا
جان و ایمان دو عالم ترا بیعانہ ہی — تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا
عمر بھر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم — سر سے سودا نہ گیا زلف چلیپا تیرا

۱۹	تو جو تسلیم سے اُستاد کا شاگرد ہوا ای وقار اس سے ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا	۹

خواب مین پھر کوئی مکھڑا چاند سا دکھلا گیا — چھپ کے آیا آتش دل کو مرے بھڑکا گیا
مین گیا پیچھے ترے دنیا سے تیرا کیا گیا — جو نہ کہنا ہی وہ کہ جاتا ہی ہر آیا گیا
بوسۂ کاکل جو مانگا تو کہا لو سر چڑھا — جب کہا کچھ اور مین نے بولے کیا اِترا گیا
اُس کے پستان کو جو پکڑا مین نے تو وہ ہنس پڑا — پھول پیچھے پایا پہلے پھل مرے ہاتھ آ گیا
اب ترے بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم — سانس اِدھر آئی اُدھر اُس کا بدل نقشا گیا
بال کی رسی ہی پھانسی کے لیے زلف دراز — جو ہوا گیسو کا عاشق اُسمین لٹکا گیا

میں بے وفا نہوا اور وہ باوفا نہ ہوا
قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا

گیے جگر میں گھسے دل میں گڑا جان میں رہا
ملا ہر ایک سے وہ بت پر ایک کا نہوا

ضعیف چشم صنم نے مجھے کیا ایسا
برنگ سایہ میں اُٹھکر کبھی کھڑا نہوا

یہ مانا آپ کی بھون ملتے ہی ہوا بھونچال
میں کب نہ تڑپا کہ گردون پہ زلزلا نہوا

۱۷ وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کھانے سے اُلو کبھی ہما نہوا ۵

کون کہتا تھا کہ غربت میں وطن ہو جائیگا
عشرتِ شادی مجھے رنج و محن ہو جائیگا

کاٹ سر میرا مرا ہلکا بدن ہو جائیگا
کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائیگا

گر اُٹھے تم بیٹھ جائینگے ہزارون گھر ابھی
حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہو جائیگا

یاد بھولے گا خدا کی شیخ تجکو دیکھکر
صاف بت پتھر کا ترشا برہمن ہو جائیگا

محتسب توڑیگا توبہ چشم ساقی کے حضور
دیکھکر پیمانے کو پیمان شکن ہو جائیگا

گر یہی ہی گرمی بازار رخ روے دوست
کم تلون کی مہل سے مشک ختن ہوجائیگا

وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا
جامہ عریانی کا ہلکا پیرہن ہو جائیگا

مرنے پر بھی محو ہونے کے نہین داغ جگر
یہ نہین وہ مہر و مہ جن کو گہن ہو جائیگا

۱۸ حضرت تسلیم سے مجکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہو جائیگا ۱۱

طفل عاشق ہم ترا ہر ہر شیدا تیرا
کون عالم میں نہین چاہنے والا تیرا

مین بھڑک اُٹھون گا اکدن شعلۂ خس کیطرح
استخوان وہ آتش فرقت سے سلگانے لگا

۱۴
سایہ بھی بیٹھا اگر ہمراہ اُس کے ای وقار
شک نے کچھ کانون مین پھونکا رشک بس آنے لگا
۵

بعد مردن ساتھ میرے میرا سودا جائیگا
ہڈیان سونگھے گا جو کتا وہ بورا جائیگا

آنکھ جھپکائے گی نرگس چشم تیری دیکھکر
گل سے عارض کے بھی آگے پھول تپا جائیگا

تاڑ لے محفل مین او بے دیدہ زدیدہ نظر
ہم ہین انسان مردمی کے ساتھ دیکھا جائیگا

روے رنگین کے مقابل لالہ داغی ہوا
پوست باغی کا چمن مین آج کھینچا جائیگا

۱۵
کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کر خندے وقار
ہی وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آجائے گا
۷

باغ مین کیا وہ سمن پیرہن اترا
کیون ترا منہ ہی ای سمن اترا

داغ دل سے مین پھر نہال ہوا
دل سے بلبل کے پھر چمن اترا

جب کفن کی نئی ملی پوشاک
تب مرا جامۂ کہن اترا

عرق جسم یار تھا کہ شہاب
ہو کے گلرنگ پیرہن اترا

اُس کو سمجھا مین نعمت منعم
جب فلک سے غم و محن اترا

چڑھ گئی آنکھ پر کمر اُس کی
دل سے میرے اگر دہن اترا

۱۶
یہ لگا دل وقار غربت مین
کہ مری یاد سے وطن اترا
۵

آئینہ سے مقابلہ ہر دم | ہی یہ سامان خود نمائی کا
ان بتون کے اگر زبان ہوتی | دعوے کر بیٹھتے خدائی کا
آب حیرت مین آئینہ ڈوبا | روے جانان ہی اس صفائی کا

۱۲ گھر پر آیا ہوا تو روک وقار ٦
وقت ہے بخت آزمائی کا

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا | بنی جان پہ یان کچھ نہ بگڑا کسی کا
لیا ہم نے دل دے کے بوسا کسی کا | ہوا سستے مولون پہ سودا کسی کا
وہ خودکام تم ہو کہ پروا نہین ہے | برا ہو کسی کا کہ اچھا کسی کا
اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے | یہ رسوائی کا ہے ڈھنڈورا کسی کا
مین گل کھاؤن یکدست ہاتھون پہ اپنے | اگر ہتھے چڑھ جاے چھلا کسی کا

۱۳ وقار اپنے دم سے مین رکھتا ہون مطلب ٧
نہ طالب کسی کا نہ شیدا کسی کا

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا | دیکھ کر ہر نونہال باغ بتانے لگا
روبرو آتے ہی آئینہ کی چھاتی پھٹ گئی | حسن بالادست پر وہ شوخ اترانے لگا
دشت وحشت مین ترے وحشی کو جوش آ گیا | دست مژگان سے کف پا غول سہلانے لگا
گنبد گردون کو تھا گردش پہ اپنی گو غرور | دیکھ کر چکر مرے پاؤن کے چکرانے لگا
یار جب آیا مرے گھر ہو گیا بیہوش مین | آگیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

وہ یہ کہتے ہین کہ ننگ آتی ہی تجھ سے ملتے
تو سدا فرقۂ عشاق مین بدنام رہا

واے قسمت جو گیا اُس کے مکان تک قاصد
گر گیا راہ مین خط یاد نہ پیغام رہا

چھوڑ دے اپنے تو سر پر سے تصدق کر کے
مجھ مین باقی نہ کچھ اے گردش ایام رہا

وصل کی شب بھی نہ تو ساتھ لپٹ کر سویا
وہی غمزہ ترا اے دشمن آرام رہا

۱۰
تمتین کین تو نمانے جو مین روٹھا تو وقار
خو وادھر سے ہی ملاقات کا پیغام رہا
۵

عکس پڑتے ہی روے رنگین کا
ہوا آئینہ دست گلچین کا

چاند سے مُنھ کا بوسہ لے لون گا
پھول توڑون گا آج نسرین کا

رُخِ گل غازے کا نہین محتاج
کیون ہوا اُس بت کو شوق تزئین کا

رکھ نہ اُس سے امید وصل اے دل
بو کبھی دے نہ پھول قالین کا

۱۱
غیرت آئینہ ہین شعر وقار
خوف کس کو ہے چشم بدبین کا
۵

شور ہے اُس کی خوش ادائی کا
سب کو سودا ہے آشنائی کا

اُس کے وعدے کا اعتبار اے دل
جس مین جوہر ہے بیوفائی کا

نعل ہے ماہِ نو ستارہ مہر
گل ہے گل اُس کی زیر پائی کا

روز دو چار خون کرتا ہے
یہ کلاوہ تری کلائی کا

ہوگی نالے سے میرے یہ ہمسر
منھ تو دیکھے کوئی ہوائی کا

۸

نہین ہی طالع قاصد مین بازگشت وقار
جو پاس اُس کے گیا لوٹ کر نہین آتا

۱۴

اک چُسکی مَی کی جبکہ نہ ہو جام تنگ کا
ہی مجکو پاس زہد کے ناموس و ننگ کا

ای دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہین سکتا ہی سنگ کا

آئینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا ہی عکس ایک بت سبز رنگ کا

ای سوز ہجر دل نہ پسیجا کبھی ہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر مین موے مژہ کی چبھایئے
ہان ہو نشانہ دل بھی نگہ کے خدنگ کا

پر چھاوان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمھاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گر اُس غزال چشم کی فرقت مین آئے نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

سرمہ لگا نہ آنکھ مین ای نور چشم ظلم
اچھا نہین ہی مورچہ خنجر مین زنگ کا

اک ایک شعر کا مرے مضمون ہی چلبلا
دل مین خیال ہی جو کسی شوخ و شنگ کا

شیرین وہ حسن یار کا ہی جس کے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہی اہل فرنگ کا

دیکھے نہ کوئی خلق مین ہان مری شبیہ
وہ لاغری مین چاہیے ایجاد رنگ کا

امکان سے بھی بڑھ کے جہان تک ہو ظلم کر
ہوتا ہی حوصلہ اسی سن مین امنگ کا

۹

ہوتی ہی پھر وقار سے جو آشتی و صلح
ای خانہ جنگ ہم سے ہی پھر قصد جنگ کا

۶

کب نہ سودا ترا ای زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس روز تہ دام رہا

پھر سینچے اُسے پیر فلک آب تبر سے
پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شب وصل مرے بھور کا پیغام
وہ اُٹھے اُدھر اور مجھے غش ادھر آیا

یہ شوق بڑھا ہی یہان آئے جو فرشتہ
کہنے لگون دل سے کہ ارے نامہ بر آیا

اُٹھتے ہی دریار سے رستہ جو گیا بھول
کترا کے رہ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم کی
جس وقت یہان یار کمر باندھ کر آیا

کوتاہ وقار اپنی یہ تھی آج شب وصل
ہمراہ مہر شام کے وقت سحر آیا

کبھی جو وہ بت رعنا نظر نہین آتا
تو میری آنکھون مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جوہر ذاتی نظر نہین آتا
وگرنہ کون ہے جس کو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہ خوبان اگر نہین آتا
مثل ہے شاہ فقیرون کے گھر نہین آتا

بڑھی ہے یاس یہان تک کہ میرے بالین پر
سوائے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ ننگ خلائق کہ میری میت پر
بغیر نالہ کوئی نوحہ گر نہین آتا

دور نگمیون سے زمانہ کی بس کہ نفرت ہے
پسند جلوۂ شام و سحر نہین آتا

نہ آئی جبکہ کبھی اُن کی ڈھل کی ایڑی تک
یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

کبھی نہ میری تمنای دل ہوئی حاصل
یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھون مین میرے جو گورے گورے گال
نظر مین جلوۂ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہے کس طرف وہ شوخ
خدنگ ناز کبھی اب ادھر نہین آتا

۸

چشم ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سے مین غفلت مین ہوا ہشیار کا

۹

کس کس بلا سے شب دل حیران دوچار تھا — ہذیان و غش کبھی کبھی درد و بخار تھا
بے وعدہ رات گھر مرے آیا وہ سنگدل — تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا
تارے تھے کف حباب فلک کہکشان ہوا ر — شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا
یان آہ آتشین کی زیارت لگی تھی رات — ہنگام گرم ساز دل داغدار تھا
سودائے چشم یار مین دل کا کہان سراغ — وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا
اے کاش آئے فاتحہ کو میری قبر پر — حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا
در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پر — کیا جانے کس کے آنے کا شب انتظار تھا
نکلی نہ آرزو دل حسرت پرست کی — مین تم سے ایک بوسہ کا امیدوار تھا

۱۰

مٹی بھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اس بیوفا کے دل مین قیامت غبار تھا

۱۱

فریاد مری سنتے ہی وہ بام پر آیا — اللہ یہ نالے مین کہان سے اثر آیا
آئینے مین عکس اس کے جو رخ کا نظر آیا — پھبتی کہی خورشید فلک سے اتر آیا
جب مر گئے ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا — جانے کو گئی جان مگر کام بر آیا
جس روز سے دل اس بت خود کام پر آیا — کیا کیا نہ ستاتا ہے مجھے اپنا پرایا
لٹکا ہے جو گیسو کا تو بل کھاتی ہے کیون زلف — دل جھونکا ہوا کا ہے یہ آیا جدھر آیا

زخم وہ آئینہ رو دیکھے تو طوطی کی طرح
زمزمہ پیرا ہو پھاہا مرہم زنگار کا

نکہت گل کا کسی نے آج تک دیکھا ہی رنگ
کس طرح ثابت ہو مجھے حسن وفا ہو یار کا

نشہ کی عینک نظارہ ہی تمھاری چشم کا
حال یکسان ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا

مرہم زنگار کا عالم سواد خط مین ہی
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا

مختصر سا وصف یہ ہی روے رنگین کا ترے
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کے خار کا

۴ | بار دیگر قحط لگا یا کلک گوہر بار کو | ۱۱
اور بھی شاید ہی لکھنا کچھ وقار اشعار کا

مین نہین کھانے کا دھوکا فرد دیندار کا
بھید سب مجھ پہ کھلا ہی سبحہ و زنار کا

شب یہ تھا حیرت فزا سبزہ ترے رخسار کا
ہو گیا آئینہ پر دھوکا مجھے زنگار کا

پا بگل ہو جائیگا حیرت سے کبک خوشخرام
دیکھکر عالم تمھارے پاے کج رفتار کا

نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائے بھی وہ شوخ
بند مرغان چمن کا قفل ہو منقار کا

آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہی
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا

دل مین جا غم کو نہین کا ہیدگی ہجر سے
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا

روکش انجم ہی ہر ذرہ مرے ویرانہ کا
آج جلوہ ہے یہ کس کے چاند سے رخسار کا

خوب لوٹے گا یہ کالا چور دولت حسن کی
پاسبان خال سیہ ہی یار کے رخسار کا

زلف شبگون نے دل روشن کو گھیرا ہی مرے
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا

کھا گیا مین صاف دھوکا باغ مین سمجھا ہی سیاہ
دیکھکر عارض پہ جلوہ گیسوے خمدار کا

دیکھکر آئینے مین ابرو وہ بسمل ہو گیا
یہ تماشا ہی نیا مقتول قاتل ہو گیا

حق ہوا ہستی نما معدوم باطل ہو گیا
میر انا الحق قفل منقار عنادل ہو گیا

آنا جانا پاس تک پہلی بھی کچھ آسان نہ تھا
دور کا بھی دیکھنا پر اب تو مشکل ہو گیا

رحم فرمایا جو اُس بیداد گر نے حال پر
قتل گاہ حسرتِ ارمان مرا دل ہو گیا

امتیاز افشان کا ماتھے پر نہین ہے یار کے
یہ اچنبھا ہی عرض جوہر مین شامل ہو گیا

کُھل کے بیٹھو بیحجاب آنکھین ہماری تنگ ہین
ازدحامِ شوق نظارہ کا حائل ہو گیا

روک سکتے ہین نظر کو کب مرے تارِ سرشک
بحر کس موج سے پا در سلاسل ہو گیا

وحدت و خلوت مین لذت کثرتِ جلوت کی ہی
آنکھ کر لی بند جب نظارہ حاصل ہو گیا

یان تصرف عشق کا تھا وان کشش تھی حسن کی
خالِ عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہو گیا

اک حسین کا ہی تصور دل مین ہر دم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہو گیا

٣

بند کر کے آنکھ یا دست زکی پر رکھ دیا
ای وقار ایسی چڑھی تجکو کہ غافل ہو گیا

١١

ہم نے جب مضمون باندھا ابروِ خمدار کا
کاٹ ہر مصرع مین پیدا ہو گیا تلوار کا

مر گیا ہون دیکھکر مین آبِ دندانِ صنم
غسل کو میت کے پانی ہو دُرِ شہوار کا

عین نرگس کا بنے گا پھول قرطاس شبیہ
نقش کھینچے گا اگر بہزاد چشم یار کا

سینۂ صد چاک مین ہی نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہی مرغ آتش خوار کا

جنبشِ لب مین ترے ای ترک ہی قینچی کی کاٹ
ہے پیامِ مرگ ملنا ابروِ خمدار کا

تعداد اشعار	بسم اللہ الرحمن الرحیم	شمار غزلیات
۹		۱

ردیف الف

احسان بے کرانہ ہے یہ کردگار کا — مجھ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا
گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر — یہ رنگ وہ ہے خون ہو جس پہ ہزار کا
دیر و حرم مین جلوہ وحدت ہی آشکار — زنار و سبحہ مین بھی نہین فرق تار کا
بےمثل و بے مثال ہی خالق ہی خلق کا — محتاج وہ نہین ہی کسی کاروار کا
یہ زرد و سرخ جلوہ صنعت اُسی کا ہی — وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا
مردود ہے معلم ملکوت کبر سے — آیا پسند اُس کو طریق انکسار کا
رازق ہے رزق کیڑے کو دیتا ہے سنگ مین — صادق اُسی پہ لفظ ہے پروردگار کا
ہے قہر اُس کے نور مین ہی مہر نار مین — جل جای کوہ نور سے ہو بلغ نار کا

۱۱	لکھے وقار کیا کوئی اُس کی ثنا و حمد کہسار کو اُٹھائے یہ مقدور خار کا	۲

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجۂ طبع ذکا و کرشمۂ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

یعنی دیوان شاعر شیریں زبان [illegible] و وقار مسمّی بہ

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مقبول چھپا ہوا

نقل پروانۂ محکمۂ عالیۂ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مہر محکمۂ عالیۂ گورنمنٹ
ممالک مغربی و شمالی
۱۸۵۹ء

دستخط انگریزی

رفعت و عوالی مرتبت پرمن کشن تعلقہ دار ساکن مراد آباد مورد مراحم والا باشند

در ینولا از روی رپورٹ صاحب کمشنر بہادر روہیلکھنڈ مرقومۂ ۶ دسمبر ۱۸۵۸ء نمبر ۳۳۹ بحضور معدلت دستور بندگان فیض نشان نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ مبرہن و ہویدا گشت کہ آن عوالی مرتبت بایام بلوۂ باغیان شقاوت شعار بحضور صاحبان انگریز بہادر مقیم کوہ نینی تال و میرٹھ اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند و اسباب رسد و خورد و نوش وغیرہ فرستادند و نیز زر مالگذاری سرکار پیشگی ادا نمودند و از حسن ارادت و عبودیت خویش انتظام سہ پرگنہ باحسن الوجوہ کردند چنانچہ دریافت اینہمہ مراتب خیر خواہی و دولت سگالی سرکار ذوی الاقتدار موجب غایت رضامندی و خوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب محتشم الیہم گردیدہ و برای عطای زمینداری جمعی ۳ سہ ہزار روپیہ حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوست لہذا حسب فرمان افاضت توامان نواب صاحب مفخر الیہم پروانۂ کرامت نشانہ ہذا جہت اعلان رضامندی نواب صاحب معظم الیہم بآن عوالی مرتبت مرحمت میشود تا موجب فخر و مباہات بین الاماثل والاقران گردد فقط مرقوم ۲۰ جنوری ۱۸۶۰ء

صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے رائے صاحب نے عمدہ شائستگی سے انجام دیے جیسا کہ چاہیے پوری پوری تعمیل کی جبکہ مراد آباد مین سیاہ نے آتش بغاوت بھڑکائی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجو خان کی نوابی قرار پائی رائے صاحب کسی پیرایہ سے شریک کردار ناہنجار کے نہ ہوئے جادۂ خیرخواہی پر ثابت قدم رہے گو کہ اُس وقت انواع انواع قسم کی تکلیف پہونچی یعنی باغیون نے فیل و اسپ و جھگڑا و دیگر اسباب پر دست غارت دراز کیا۔ جب والی رامپور نے بحکم حکام انگریزی ضلع مراد آباد و بجنور کا بندوبست کیا رائے صاحب موصوف کی صلاح امورات انتظام مالی و ملکی مین مقدم سمجھے ہنگام تسلط نواب صاحب بہادر ہنگامہ باغیون مین رائے صاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم ذاتی باغیان سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ بلاپٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور دو گھوڑے باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا۔ نینی تال پر معقول سرمایہ بحفاظت اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ غرض کہ اس ضلع کے خیرخواہان انگلشیہ مین نہایت ناموری نامداری کی حاصل کی چنانچہ جلدو مین حسن خدمتی و خیراندیشی کے سرکار نے کمال قدردانی کے ساتھ سند مالگذاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب رشک دشمنون کا ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین کمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ رائے صاحب بجمیع صفات موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت رائے صاحب عقیل عصر و فرزانۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحم دل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری جاگیر ہے بجائے چاکر متوفی اُس کا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بد دور ماشاء اللہ کنور صاحب خلف الرشید ہین کہ رائے صاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی و کرم و عنایت مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اس سے زیادہ بخشے اور ہمیشہ توفیق نیک رفیق رکھے آمین ثم آمین

رفاہ دوست خاص و عام بلکہ خیر خواہ کافۂ انام مالک مطبع اودھ اخبار **نولکشور** نام
ناظرین با تمکین کی خدمت والا مین گزارش کرتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام مین دیوان غزل کنور
کشن کمار وقار رئیس مراد آباد کا اس مطبع مین طبع ہوا و بعون و صون حکیم سخن آفرین مقبول و پسند
ہر طبع ہوا اگر اس مقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگون کو یار فروشی کا گمان ہو اس واسطے
ستودگی و محمودگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن کے
کرکے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون کہ یہی موقع اُس کے ادا کا ہی بحکم شوق مختصر سی مختصر
حال فرخ فال کنور صاحب باندازہ اپنے علم و آگہی کے بے سرگوشی خامہ قلمبند کرتا ہون اور تکلیف
تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہون۔ کنور **کشن کمار** صاحب وقار مہین فرزند راے
پردمن **کشن** صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون کے ہین۔ مورث
اعلی کو **محمد شاہ** پادشاہ دہلی نے خطاب راے سے سرفراز فرمایا کہ عہدۂ وکالت پر مراد آباد مین
امتیاز و اعزاز بخشا اُس وقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی راے **اَتمارام**
عہد دولت مہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت چکلہ داری چودہ محال
بجنور پر سربلند و ارجمند ہوئے۔ جب یہ ملک تقسیم دس آنہ و شش آنہ مین کمپنی انگریز بہادر کے
قبضۂ دخل مین آیا راے اَتمارام عہدۂ منشی عدالت دیوانی مراد آباد پر کہ اُس وقت یہی
عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کرکے اضلاع مراد آباد و بجنور و
بدایون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضال الٰہی ابتک بدستور ہے بلکہ اُنھین کی برکت و نیت
سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کہ خیرسگالی روسا و عمائد کے واسطے ایک عیار
کامل تھا راے پردمن کشن صاحب کے اقبال تنومند نے خوبیون کے ساتھ زور دکھائے
اگر یہ حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک دفتر تیار ہو جائے لہذا مجملاً کیفیت لکھتا ہون
کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب **مجسٹریٹ بہادر** مراد آباد اور کار کنان

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

مسمّی بہ ... یعنی دیوان شاعر شیرین زبان ...

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نول کشور میں بہ طبع رنگین مقبول جہان چھپا ہوا

نام کتاب	قیمت
مثنوی دریائے عشق .	۲ر
مثنوی بلبھ جرتر	۹ پائی
مثنوی حور جنان	۲ال
مثنوی گلدستۂ معنی	بلا و ضمیمہ ار۶ پائی
مسدس کریما	۶ پائی
اندر سبھا امانت و مداری لال - باتصویر	ار۶ پائی
بارہ ماسہ سندر کلی	۶ پائی
مثنوی گلزار نسیم	ار
مثنوی میر حسن دہلوی - باتصویر	ار۹ پائی
مثنوی یوسف زلیخا - از اُستاد فگار	۲ر۶ پائی
شرح یوسف زلیخائے جامی	۸ر
مثنوی دفتر سحر	۸رپ
مثنوی گلشن عشق	۶ پائی
نوید پنجتن	ارپ
منظوم دل آرام	۴رپ
مثنوی مخزن تدابیر	۱۰ر
مثنوی لالہ رخ یعنی جذبات نادر کاغذ سفید گندہ	۱۲ر
ایضاً کاغذ رسمی	۸ر
واسوخت	
اجل نامہ	۶ پائی
واسوخت خرد امانت	ار
واسوخت بحر	۹ پائی
واسوخت نظام رعنا	۲ر
نغمۂ ہزار	۴رپ

نام کتاب	قیمت
واسوخت ناظم	۲ر
واسوخت ہلال	۳ پائی
واسوخت لاادری	۶ پائی
واسوخت اسیر	۶ پائی
واسوخت شمیم	ار۶ پائی
واسوخت نوائی	۶ پائی
واسوخت ہمت	۶ پائی
واسوخت فغان حیدر	۶ پائی
واسوخت ثانی نمک	ار
واسوخت حکیم	۶ پائی
واسوخت مہر	۶ پائی
واسوخت صفیر	۹ پائی
واسوخت جذب	۶ پائی
واسوخت قلق	۶ پائی
واسوخت عیش	۶ پائی
واسوخت عقیل	۳ پائی
واسوخت فائکن	۳ پائی
واسوخت یادگار	۲ پائی
واسوخت مظہر	۳ پائی
واسوخت میر	۶ پائی
واسوخت ملال	۶ پائی
واسوخت نور	۳ پائی
واسوخت نثار	۳ پائی
واسوخت مجرم	۳ پائی
واسوخت افسون سحر	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
یوان خواجہ میر درد	۲ر
یوان بہار عرب	۱ر۶ پا
ارستان سخن	۳ر۷ پا
یوان لطف	۲ر
یوان نیاز	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ	۴ر
یوان نعت سروری	۳ر۴ پا
یوان جرار	۹ر۲ پا
یوان عاشق	۲ر
یوان ضامن	۹ر۲ پا
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۲ر۶ پا
یوان شائستہ پاسخ	۸ر
یوان احمد ایزدی	۳ر
یوان چمنستان جوش	۷ر
یوان بختاو	۶ر۴ پا
مع الاشعار	۶ر۴ پا
ین بے نظیر	۶ر۱۱ پا
یوان گویا کاغذ سفید و خاکی	۹ر۳ پا
لدستۂ امانت	۱ر
یوان حیرت	۷ر
نوشتۂ آخرت	۸ر
یوان سخن دہلوی جلی قلم - دو قسم کاغذ	
۱) کاغذ سفید گندہ	عہ ر پ
۲) کاغذ سفید رسمی	۹ر پ
دیوان سکش جلد اول موسوم بہ میخانۂ عشق	۲ر

نام کتاب	قیمت
دیوان شہیدی	۲ر۳ پا
گلدستۂ حفیظ اللہ خان	عہ ر
ترجمہ شرح قصائد عرفی ترجمہ مولوی ابوالحسن	۶ر
عجیب غریب شرح قصائد عرفی	۱۳ر۳ پا
دیوان سحر سامری حصہ اول و دوم یکجائی	۵ر
دیوان نعتیہ	۳ر
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸ر پ
شرح قصائد بدر چاچ بزبان اردو	۱۴ر پ
دیوان مناقب خیر البشر	۱ر۹ پا
ذو لسانین مجمع البحرین فارسی و اردو قصائد	عہ ر

مثنویات

نام کتاب	قیمت
مثنوی بہارستان نادان ترجمہ مثنوی غنیمت	۲ر۶ پا
مثنوی موجۂ غم - مع مثنوی نالۂ حزین	۹ پا
مثنوی یوسف زلیخا منظوم - از منشی نند کشور	۲ر۶ پا
ترجمان عصمت	۱ر۶ پا
مثنوی زر جعفری	۳ر
مثنوی زینت انجمن	۱ر۶ پا
مثنوی سعدین	۱ر
مثنوی دلآویز	۱ر
مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ	۱ر
مثنوی حیرت افزا	۱ر
مثنوی طلسم جہان	۴ر
مخمس کریما	۶ پا
مثنوی در صفت کشمیر	۱ر

اطلاع ہرگاہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و مثنویات و دواوین وغیرہ نظم و نثر اُردو مین درج ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین

نام کتاب	قیمت
کلیات ظفر چہار جلد کامل دو جلد مین	عہ/
انتخاب کلیات ظفر	٦/
کلیات مومن	٩/٣ پائی
دیوان ناسخ	١٢/٦ پائی
کلیات آتش	٨/
کلیات نعتیہ مجید	عہ/
کلیات امیراللہ تسلیم	١٢/
کلیات میر تقی میر	سہ/
کلیات سودا	عہ/ سہ/
کلیات انشاءاللہ خان	عہ/
کلیات نساخ مین سے حسب ذیل رسائل موجود ہین جو علٰحدہ بھی فروخت ہوتے ہین ۔	
(١) شاہد عشرت	٦ پائی
(٢) سخن شعرا	١٥/
(٣) زبان ریختہ	٦ پائی
(٤) قطعہ منتخب	٣/٣ پائی
کلیات صنعت	٩/٩ پائی
دیوان مہر غیر مطبع	سہ/ ب

نام کتاب	قیمت
دیوان شاہ تراب	١١ ٣/ پائی
کلیات نظیر اکبرآبادی	٦/٦ پائی
زندگانی بےنظیر یعنی سوانحعمری میان نظیر	عہ سہ/ ب
دیوان وقار۔ مصنفہ راجہ کشن کمار	١٠/ ب
بہارستان اشعار مصنفہ راے کشن کمار	٣/
کلیاب نظیر اکبرآبادی کلان از شہبلہ	ع/ ب
کلیات صفدر	عہ/ پ
کلیات وہبی کاغذ دو قسم	
(١) کاغذ سفید چکنا	٩/
(٢) کاغذ سفید رسمی	٧/
دیوان غافل	٤/
دیوان ذوق	٣/٣ پائی
دیوان فدا جلد ثانی	٧/
دیوان داغ	عہ/ ب
گلزار داغ	عہ/ پ
آفتاب داغ	١٢/ ب
دیوان رند	٩/٦ پائی
دیوان غالب	٣/٦ پائی بلا دھوائی
دیوان مرغوب جہان	٨/ پ
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب	١١/

Rai Kishan Kumar

بہ عنوان صنائع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار بہارستان

۱۹۱۳

یعنی دیوان

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نول کشور میں بہ طبع مزین مقبول چھپا ہوا

108

اختر

بہارستان اشعار

مجموعہ کلام راے کشن بہار وقار مرادآبادی

2/8

۷۹۸

محمد عبد الرحمن بارکر

مانٹریال کینیڈا

۲۴ ستمبر ۱۹۹۴ء

baharystan e asar

Rae kyšon kwmar vaqar mwradabadi

1913

بهارستان اشعار